

فقر کا دنیا میں واحد ترجمان
ماہنامہ
سُلطانُ الفقر
لاہور
اکتوبر 2012ء
ذیقعد، ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ
اللہ
اُٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جو لوگ ہماری طرف آنے کی جدوجہد اور کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی طرف آنے کے راستے دکھا دیتے ہیں۔ سورۃ العنکبوت ۶۹

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے (الحدیث)

فقر کا دنیا میں واحد ترجمان

ماہنامہ

سلطان الفقر

لاہور پاکستان

شمارہ نمبر 02 | اکتوبر 2012 ذیقعد، ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ | جلد نمبر 07

فیضانِ نظر

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ





زیرِ نگرانی

خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری مدظلہ الاقدس

زرِ تعاون: فی شمارہ 30 روپے | سالانہ چندہ 350 روپے

فہرس

مقامِ اشاعت اور پتہ برائے خط و کتابت

سلطان الفقر ہاؤس 4/A-ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

Tel: 042-35031210,35436600, Cell: 0322-4722766 E-mail: sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com

پبلیشر ناصر حمید سروری قادری نے سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور کے زیرِ اہتمام آر۔ٹی۔پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر سلطان الفقر ہاؤس 4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور سے شائع کیا



حمدِ باری تعالیٰ

ذکر سے دِل کو جو معمور کیا
نورِ حق نے ہے پھر نزول کیا
میں تیرا بھید ہوں تو بھید میرا
سَر کٹایا جو آشکار کیا!
'رَبِّ اَرِنِی' کلیمؑ کہتے رہے
طورِ سینا پہ راز فاش کیا
میرے جلوے ہیں مصطفیٰؐ کیلئے
عرش پہ دید کو بُلا ہے لیا
حدِ فاصل سمٹ گئی ساری
قُرب ایسا تجھے عطا ہے کیا
بزمِ کونین ہے تیری خاطر
عالمِ کُل کا ہے مختار کیا
اُس کو محبوب بنا لیتا ہوں
جس نے محبوبؐ سے ہے پیار کیا
کتنے ہیں راہ گزر میں سرگرداں
اور کتنوں کو ہے حیران کیا
رآز کو بھی وہ جامِ عشق پلا
بحرِ رحمت کی انتہا ہے کیا

طاہرہ مرزا چغتائی رآز

نعتِ رسولِ مقبولﷺ

خوشبو الفاظ میں ڈھل جاتی ہے
نعت سرکارؐ کی بن جاتی ہے
کبھی یوسفؑ کے پیرہن میں چھپی
نور آنکھوں کا صبا لاتی ہے
درد جب حد سے گزر جاتا ہے
یاد طیبہ کی پھر ستاتی ہے
شاہ بھی بن کے سوالی ہیں کھڑے
بھیک بن مانگے ہی مِل جاتی ہے
سبز گنبد جو نظر آتا ہے
دِل میں تسکین اُتر جاتی ہے
یہ شرابِ طہور کی لذّت
مست و بے خود سا کیے جاتی ہے
دِل مکدر کی سیاہی ساری
رنگ اور نور سے دُھل جاتی ہے
پھر بُلاوا غلام حاضر ہو!
سوئے طیبہ سے ہوا لاتی ہے
رآز اَب لوٹ کر نہیں آنا
خاکِ بطحا تجھے بلاتی ہے

طاہرہ مرزا چغتائی رآز

الف اللہ چنبے دی بُوٹی میرے من وچ مرشد لائی ھُو

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

خیالِ خواندن چندیں کتب چرا است ترا
الف بس است اگر فہم ایں ادا است ترا

ترجمہ: تجھ پر اس قدر کتابیں پڑھنے کی دُھن کیوں سوار رہتی ہے؟ اگر تُو صاحبِ فہم ہے تو تیرے لئے "علم الف" (اسم اللہ ذات) ہی کافی ہے۔ (فرمانِ باھُوؒ)

فقیرِ کامل (مرشدِ کامل)

اے جانِ عزیز! جب کوئی پیر کامل کسی بھی طالبِ مولیٰ پر اپنا دستِ فیض اقدس رکھتا ہے تو اُسے راہِ طریقت اپنے تصرف سے خود عطا کرتا ہے اور طالبِ صادق وہ ہے جو اس فیض کے حصول کی خاطر مرشدِ کامل کی صحبت اختیار کرتا ہے اور اہلِ دل ہو جاتا ہے اور اس کا دِل صبح و شام اور ہر روز ہر وقت اعمالِ دِل میں مشغول رہتا ہے اور ہر روز ہر وقت وھم کے ذریعے سیر (سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ) میں مشغول رہتا ہے اور ایسا ذکر پاس انفاس سے ہوتا ہے جس میں دِل خود بخود لقائے الٰہی میں مشغول رہتا ہے اور کوئی لمحہ بھی ایسا نہیں ہوتا کہ جس میں دِل وھم سے خالی ہو اسی وھم کی بدولت جب سانس باہر نکلتا ہے تو لَآ اِلٰهَ کے ساتھ نکلتا ہے اور جب سانس اندر آتا ہے تو اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ اندر جاتا ہے۔ ایسے ذکر کے طریقہ کار میں غلطی کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی اور اس طریقہ ذکر میں ذاکر کا ہر سانس اللہ کے ذکر کے ساتھ چلتا ہے اور کوئی لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر نہیں گزرتا۔ حدیث مبارکہ ہے کہ عِنۡدَ كُلَّ نَفۡسٍ يَخۡرُجُ بِغَيۡرِ ذِكۡرِ اللّٰهِ فَهُوَ مَيِّتٌ (ترجمہ: جو سانس بھی اللہ کے ذکر کے بغیر نکلتا ہے وہ مردہ ہے)۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اَلنَّاسُ نِيَامٌ فَاِذَا مَاتُوۡا اِنۡتَبَهُوۡا مَضۡرُوۡنٌ (ترجمہ: لوگ غفلت کی نیند سو رہے ہیں اور بوقتِ موت بیدار ہوں گے) کے مطابق دِل اللہ تعالیٰ کی یاد سے زندہ ہو جاتا ہے اور ذاکرِ حق موت (ظاہری جسم کی موت) سے پہلے ہی اپنے دِل کو ہمیشہ کے لیے زندہ کر لیتا ہے اور اس حدیث مبارکہ کے مطابق اَفۡضَلُ الذِّكۡرِ الۡخَفِيِّ (ترجمہ: افضل ترین ذکر ذکرِ خفی ہے) ذاکر کا دِل ہر وقت وھم کی حالت میں ہوتا ہے۔ ذاکر کا ذکر نور میں بدل جاتا ہے اور پھر نورِ ذکر دِل میں خود بخود قائم ہو جاتا ہے۔ پھر ذاکر کا ذکر ذکرِ نور سے ذکرِ مطلوب میں بدل جاتا ہے اور تزکیۂ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہو جاتا ہے اور فتحِ دِل نصیب ہو جاتی ہے کہ باطنی عبادت فکر اور تجلیہ ہے، اور اس مقام پر ذکر دِل کے محل سے دِل تک پہنچ جاتا ہے اور زبان کو بھی عزت حاصل ہوتی ہے اور ذکرِ خفی جو کہ دائمی ذکر ہے دِل میں جاری و ساری ہو جاتا ہے اور طالبِ مولیٰ کے لیے اس جگہ سونا جاگنا برابر ہو جاتا ہے کہ ہر وقت ہر حالت میں اس کا ذکرِ پاس انفاس جاری رہتا ہے۔ اور وہ اپنے دِل کی نظر سے عالمِ ارواح کو دیکھ لیتا ہے اور اُسے اپنے مرشدِ کامل کا روحانی تصور اپنے وجود میں حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اسے کسی لمحہ بھی اپنے آپ سے غائب نہیں سمجھتا بلکہ ہر وقت اپنے مرشد کامل اکمل کو اپنے ساتھ شمار سمجھتا ہے، اور جب بھی اُسے کوئی ایسی مشکل یا پریشانی پیش آتی ہے جو روحانی طور پر حجاب بن جائے تو اس کا مرشدِ کامل اکمل اس کی مدد کو پہنچتا ہے یا خود بخود وہ چیز جس میں طالب کو مشکل درپیش ہوتی ہے وہ منکشف ہو جاتی ہے یا اس کا مفہوم یک دم سمجھ آ جاتا ہے۔ پس طالبِ مولیٰ کو کوئی مشکل پیش نہیں آتی اور اس کی مشکل کسی کمی بیشی کے بغیر آسانی میں بدل جاتی ہے۔ اِسۡتَفۡتِ قَلۡبَكَ (ترجمہ: اپنے دِل سے استفادہ کرنا) کے مطابق اپنے دِل سے رجوع کرتا ہے اور دِل اس کو راستہ دکھا دیتا ہے اور اس کا دِل روحانی پیر کے حکم کے مطابق فتویٰ دیتا ہے۔ مگر یہ مرتبہ بھی کامل مرتبہ نہیں ہے۔ (تصنیفِ لطیف: سلطان الوھم (کلاں) مصنف: سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ، مترجم: حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری ایم۔ایس۔سی (باٹنی))

محاسبۂ نفس

تحریر: عنبرین مغیث سروری قادری ایم۔اے (ابلاغیات)

کلید التوحید کلاں میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''جب کوئی طالب باطن میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہوتا ہے تو چار نظریں اس پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہٗ کی تاثیر نظر سے اس کے وجود میں صدق پیدا ہوتا ہے اور جھوٹ اور نفاق اس کے وجود سے نکل جاتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کی تاثیر نظر سے اُس کے وجود میں عدل اور محاسبہ نفس کی قوت پیدا ہوتی ہے اور اس کے وجود سے خطرات و ہوائے نفسانی کا مکمل طور پر خاتمہ ہو جاتا ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ کی تاثیر نظر سے اس کے وجود میں ادب و حیا پیدا ہوتی ہے اور بے ادبی و بے حیائی اس کے وجود سے نکل جاتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کی تاثیر نظر سے اس کے وجود میں علم و ہدایت و فقر پیدا ہوتا ہے اور جہالت اور حبِ دنیا سے اس کا وجود پاک ہو جاتا ہے، اس کے بعد وہ اس لائق بنتا ہے کہ اس کو تلقین کی جائے۔ (کلید التوحید کلاں)

ایک طالبِ مولیٰ کے قربِ الٰہی کے سفر میں اگرچہ ان چاروں تو اثیر کا کردار بنیادی اور انتہائی اہم ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کی نظر کی تاثیر سے پیدا ہونے والی محاسبۂ نفس کی قوت اس کے سفر میں سب سے زیادہ مددگار ثابت ہوتی ہے کیونکہ ''نفس'' اور اس کی پیدا کردہ خواہشات ہی انسان اور اللہ کے درمیان اصل حجاب اور دوری کی وجہ ہیں۔ جب تک ان سے چھٹکارا حاصل نہ ہو قربِ الٰہی کے سفر کا پہلا قدم اٹھانا بھی ممکن نہیں۔

ازل میں جب اللہ تعالیٰ نے انسان کے وجود کو تخلیق کیا تو اسے اپنی ذات و صفات کا مظہر بنایا۔ اللہ کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ کسی کا مطیع اور فرمانبردار نہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے اور کسی کی مجال نہیں کہ اسے روکے۔ اللہ کی یہ صفت انسانی وجود میں ''نفس'' کے حصے میں آئی۔ اسی صفت کے تحت یہ اپنی من مانیاں کرتا ہے لیکن اس کی یہ من مانیاں تب تک قابلِ گرفت نہیں جب تک احکاماتِ الٰہی اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دائرے میں ہیں۔ اللہ کی ذات و صفات لامحدود ہے، اس پر کوئی حد اور پابندی لگانے والا نہیں لیکن جب اس کی ذات اور صفات سے وجود پانے والا ''نفس'' انسانی وجود میں مقید ہوا تو محدود ہو گیا، اب اس کے لیے حدود بھی ہیں اور پابندیاں بھی ہیں۔ یہ حدود اور پابندیاں چونکہ اس کی اصل سرشت کے خلاف ہیں اس لیے اسے ناگوار گزرتی ہیں اور یہ ہمیشہ ان سے تجاوز کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اس کی اس خواہش اور کوشش کا فائدہ اٹھاتے ہوئے شیطان اسے معصیت اور اللہ کی نافرمانی کے نت نئے طریقے سمجھاتا رہتا ہے اور اس کے اصل یعنی ذاتِ حق تعالیٰ سے

اسے دور کرتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سلام اللہ علیہا کو مکمل تخلیق کرنے کے بعد داخل جنت کیا تو ان پر ایک حد اور پابندی لگائی کہ وہ جو چاہے کر سکتے ہیں، کھا سکتے ہیں سوائے ایک خاص درخت کے پھل کے۔ ان کے نفوس کو یہی پابندی عجیب لگی اور وہ اسی درخت کے پھل کی طرف مائل ہوئے جس سے روکا گیا تھا۔ شیطان چونکہ فرشتوں میں سب سے زیادہ علم والا تھا اور نفس کی اس سرشت سے اچھی طرح واقف تھا کہ روکی جانے والی چیز کی طرف ہی مائل ہوتا ہے لہٰذا اس سرشت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے حضرت آدمؑ و حواؑ کے نفس کو مزید اکسایا کہ اللہ کے حکم کی نافرمانی کریں۔ ایک طرف حکمِ الٰہی تھا اور ایک طرف حکمِ نفس۔ پس اصل غلطی ممنوعہ شجر کا پھل کھانا نہ تھی بلکہ حکمِ الٰہی کو رد کر کے حکمِ نفس پر عمل کرنا تھی اور یہ غلطی اولادِ آدم اب تک دہرا رہی ہے حالانکہ اس کی سزا بھی جانتی ہے اور نقصان بھی۔ اگر حضرت آدمؑ و حواؑ کا نفس اس ممنوعہ شجر کے پھل کی طرف مائل ہی نہ ہوتا تو شیطان کی ہرگز مجال نہ تھی کہ انہیں اس عمل کے لیے اکساتا۔ چنانچہ اصل فساد نفس اور اس کی نافرمان سرشت برپا کرتی ہے شیطان صرف اس فساد کو برپا کرنے کے طریقے سمجھاتا ہے۔

شریعت میں لگائی گئی تمام حدود اور پابندیاں ایک طرف تو نفس کو قابو کرنے کے لیے ہیں اور دوسری طرف انسان کی آزمائش ہیں کہ وہ اپنے نفس کے احکام کو اہمیت دیتا ہے یا اللہ کے احکام کو۔ اصل گناہ وہ عمل نہیں جو انسان سے سرزد ہوتا ہے بلکہ نفس کے احکام کو اللہ کے احکام پر فوقیت دینا ہے۔ نفس کی حیثیت گھر میں رہنے والے اس سرکش، ضدی اور باغی بچے کی سی ہے جو تمام حدود و قیود توڑ کر آزاد ہو جانا چاہتا ہے۔ گھر کے اصول و ضوابط اس سے برداشت نہیں ہوتے۔ شیطان وہ باہر والا دشمن ہے جو اس گھر کی بربادی چاہتا ہے اور اپنے اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے نفس کو نئے نئے حربے سکھاتا ہے۔ شیطان دشمن ہے، نہ اس سے سمجھوتہ ہو سکتا ہے، نہ اسے سمجھایا جا سکتا ہے، نہ اس کی حرکتوں سے اسے باز رکھا جا سکتا ہے۔ گھر کا امن و سکون اور ترقی اور خوشحالی اسی میں ہے کہ اپنے نفس کو سمجھایا جائے، وہ گھر کا بندہ ہے اسے قابو کیا جا سکتا ہے۔ اگر نفس کی سرکشی اور باغی طبیعت کی سرکوبی کر دی جائے، اسے مطیع و فرمانبردار بنا دیا جائے تو شیطان کو اسے بہکانے کا موقع ہی نہیں ملے گا۔ نفس کو مطیع و فرمانبردار بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی آہستہ آہستہ تربیت کی جائے، اس کے احکام ماننے کی بجائے اسے احکامِ الٰہی ماننے کی طرف مائل کیا جائے تاکہ اس کی سرکشی ختم ہو۔ اللہ کی جنتِ قرب سے آدم کو نفس کے احکام کی اطاعت اور حکمِ الٰہی سے نافرمانی کی وجہ سے نکالا گیا۔ اب اس جنتِ قرب میں واپس داخلہ نفس کے احکام کو رد کرنے اور احکامِ الٰہی کی اطاعت سے ہی ممکن ہے۔ سورۃ النّٰزعٰت آیت 40-42 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَہَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی ترجمہ: ''اور جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہش سے روک لیا پس اس کا ٹھکانا جنت ہے''۔

''ھویٰ'' سے مراد نفس کی وہ خواہشات ہیں جو اسے اطاعت و قربِ الٰہی سے روکے رکھتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان ہی ھویٰ کو اپنے مقابلے میں انسان کا معبود ٹھہرایا ہے اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَہٗ ھَوٰہُ (الجاثیہ۔28) ترجمہ: ''کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے''۔ معبود اور محبوب واحد ہوتا ہے۔ پس جو خواہشاتِ نفس کی پیروی کرتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی ہرگز نہیں کر سکتا اور جو واحد اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ خواہشاتِ نفس کا اسیر کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس دنیا میں انسان کی اصل آزمائش خواہشِ نفس یا احکامِ الٰہی کی تفریق کر کے خود کو احکامِ الٰہی کی اطاعت کے لیے آمادہ کرنا ہے۔

نفس سے جہاد کو حدیث پاک میں جہادِ اکبر فرمایا گیا ہے کیونکہ ظاہری دشمن پر غلبہ پانا آسان ہے لیکن اس باطنی دشمن پر قابو پانا مشکل ہے۔ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے فرمایا ''نفس پر قابو پانے والا پورا شہر فتح کرنے والے سے زیادہ بہادر ہے''۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ''میں اور نفس ایسے ہیں جیسے بکریوں کا چرواہا ہو۔ ایک طرف کی بکریاں جمع کرے تو دوسری طرف والی ادھر ادھر بکھر جائیں۔ جس نے اپنے نفس کو مار لیا وہ رحمت کے کفن میں بند ہوگا اور عزت کی سرزمین میں دفن ہوگا اور جس نے قلب کو مار لیا وہ لعنت کے کفن میں بند ہوگا اور عذاب کی سرزمین میں دفن ہوگا''۔

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ''نفس ایک بت ہے جس نے نفس کی عبادت کی، وہ بت پرستی کر رہا ہے اور جس نے اخلاص کے ساتھ صرف اللہ کی عبادت کی وہی نفس پر قابو پانے والا ہے''۔

حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ اس میں شک نہیں کہ ایک تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہے اور ایک تیرا ذاتی نفس ہے۔ نفس اللہ کا دشمن و مخالف ہے باقی چیزیں اللہ کی مطیع و فرمانبردار ہیں۔ اگرچہ نفس بھی حقیقت میں اللہ ہی کی مخلوق اور ملکیت ہے تاہم اس کو لذت اور شہوت کی وجہ سے کئی دعوے ہیں۔ جب تو اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے اپنے نفس کی سرکشیوں کی مخالفت کرے گا تو تُو اللہ کا ہو کر نفس کا دشمن ہو جائے گا۔ (فتوح الغیب۔ مقالہ 10)

❁ نفس میں دو قسم کے ارادے ہیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور ایک اس کے ماسویٰ کا۔ پس یہ دونوں مصالحت اور جنگ کرتے رہتے ہیں کہ کبھی یہ غالب آیا اور کبھی وہ۔ یہاں تک کہ چالیس سال پورے ہو جاتے ہیں۔ یہی مطلب ہے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمان کا کہ ''جس کی عمر چالیس ہوگئی اور اس کی بھلائی اس کی برائی پر غالب نہ ہو سکی پس وہ جہنم کا سامان کرے''۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظات غوثیہ)

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ اس آدمی کے لیے ہلاکت ہے، جس نے حق تعالیٰ کی بجائے اپنی خواہشات کو معبود بنا رکھا ہے اور شب و روز کی

تمام جدوجہد نفس کو خوش کرنے کے لیے صرف کرتا ہے۔ (کشف المحجوب)

❁ شیطان کو بندے کے دل اور باطن میں گھسنے کی اس وقت تک مجال نہیں ہوتی جب تک اس کے دل میں نافرمانی کی خواہش پیدا نہ ہو جائے۔ جب اس خواہشِ گناہ کا مادہ نفس میں ظاہر ہوتا ہے اس وقت شیطان اس کو پکڑ لیتا ہے اور اس (گناہ) کو آراستہ کر کے بندے کے دل کے سامنے پیش کر دیتا ہے اور اس حالت کو وسوسہ کہتے ہیں۔ پس گناہ کی ابتدا خواہشِ نفس سے ہوتی ہے اور ابتدا کرنے والا زیادہ ظالم ہوتا ہے اور حق تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے کہ جب شیطان نے کہا کہ ''میں تمام انسانوں کو راہِ راست سے ہٹادوں گا تو حق تعالیٰ نے ابلیس کو فرمایا تھا کہ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ ترجمہ: ''بے شک میرے خاص بندوں پر تیرا کوئی بس نہ چل سکے گا''۔ پس درحقیقت بندہ کا نفس اور خواہش ہی شیطان ہیں اسی وجہ سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ وَمَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَ قَدْ غَلَبَہٗ شَیْطَانُہٗ اِلَّا عُمَرَ فَاِنَّہٗ غَلَبَ شَیْطَانَہٗ ترجمہ: ''کوئی آدمی ایسا نہیں جس پر اس کا شیطان (خواہشِ نفس) غلبہ حاصل نہ کر لے سوائے عمر فاروق (رضی اللہ عنہٗ) کے کہ وہ اپنے شیطان پر غالب ہیں''۔ پس خواہشات حضرت آدمؑ کی سرشت میں داخل اور بنی آدم کی جان کی راحت ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ الھویٰ والشھوۃ معجونۃ بطنیۃ ابن آدم ترجمہ: ''خواہشات اور شہوت بنی آدمی کی سرشت میں ملا دی گئی ہیں''۔ خواہشات کا ترک بندے کو امیر کرتا ہے اور خواہشات کا ارتکاب امیر کو اسیر بنا دیتا ہے جیسا کہ امیر ہوتے ہوئے جب زلیخا نے خواہش کا ارتکاب کیا تو اسیر بن گئی اور حضرت یوسف علیہ السلام باوجودیکہ اسیر تھے لیکن خواہش کو ترک کر دیا تو امیر بن گئے۔ حضرت جنید بغدادیؒ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ مَا الْوَصْلُ یعنی وصالِ حق کیا چیز ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا ترک ارتکاب الھویٰ خواہشات کا ارتکاب ترک کر دینے کا نام وصلِ حق ہے''۔ جو آدمی وصلِ حق سے مشرف ہونا چاہے اسے چاہیے کہ خواہشاتِ نفس کی مخالفت کرے کہ بندہ خواہشات کی مخالفت سے بڑھ کر کسی بھی بڑی عبادت کے ذریعہ قربِ خداوندی حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ آدمی کے لیے ایک پہاڑ کو اپنے ناخن سے کھودنا نفس کی مخالفت سے زیادہ آسان ہے۔ (کشف المحجوب)

نفس لذتوں اور شہوتوں کا شوقین اور عادی ہوتا ہے اور اس کی ہر طرح کی لذت و شہوت ہی وصالِ حق کی راہ میں حجاب اور رکاوٹ ہے۔ شیطان اور نفس میں فرق یہ ہے کہ شیطان انسان کو کسی ایک معصیت و گناہ پر مائل کرنے پر مُصر نہیں ہوتا بلکہ اس کے پاس بے شمار حربے ہیں اگر انسان ایک گناہ کی طرف مائل نہیں ہوتا تو دوسرے گناہ کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتا ہے، نہ ہو تو تیسرے کی طرف لیکن نفس جس خواہش کے پیچھے بھاگنے لگ جاتا ہے اسے جب تک حاصل نہ کر لے چین نہیں پاتا، پھر ایک خواہش کے حصول کے بعد دوسری خواہش کی طرف لگ جاتا ہے۔ اسے اس کی لذت دیئے بغیر کمزور انسان کے لیے کوئی چارہ نہیں۔ پھر شیطان سے چھٹکارا بھی کبھی اس لیے بھی آسان ہوتا ہے کیونکہ شیطان انسان کو ان گناہوں کی طرف مائل کرتا ہے جن کے بارے میں انسان جانتا ہے کہ وہ گناہ ہیں مثلاً جھوٹ، چوری، بہتان، دھوکہ دہی وغیرہ، ایسے گناہوں سے باز رہنا شریعت پر عمل کرنے والوں کے لیے آسان ہے لیکن نفس انسان کو اکثر اوقات جائز خواہشوں میں ہی الجھا کر حق تعالیٰ سے دور کرتا ہے مثلاً زیادہ اور لذیذ کھانوں کی خواہش، شہوت کی خواہش خواہ وہ نکاح کے بعد جائز طریقے سے ہی کیوں نہ ہو، زیادہ باتیں کرنے کی خواہش، زیادہ سونے کی خواہش یا جسم کو ضرورت سے زیادہ آرام و آسائش مہیا کرنے کی خواہش اور اسی طرح کی وہ تمام خواہشات جن کی شریعت میں ہرگز ممانعت نہیں لیکن جن میں پڑ کر انسان حق تعالیٰ کی طرف باطنی سفر کرنے سے غافل ہو جاتا ہے۔ یہ خواہشات گناہوں سے زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ انہیں انسان جائز سمجھ کر پورا کرتا رہتا ہے اور ان سے بچنے کی بالکل کوشش نہیں کرتا لیکن یہی خواہشیں اسے روز بروز بلکہ لمحہ بہ لمحہ اللہ تعالیٰ سے دور کرتی رہتی ہیں اور پھر یہی خواہشیں بڑھتے بڑھتے گناہوں کی طرف مائل ہونے کی بنیاد بھی بن جاتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ''حرام میں پڑ جانے کے خوف سے میں ستر بار حلال سے ہاتھ کھینچتا ہوں''۔ اور یہی حال دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ کا ہے۔ اصحابِ صفہؓ کے بارے میں منقول ہے کہ روٹی پکا کر کھانے کی بجائے آٹا پانی میں گھول کر پی لیا کرتے تھے کہ کہیں نفس کو لذت کی عادت نہ پڑ جائے۔

شریعت میں جو خواہشات حلال اور جائز ہیں وہ فقر و تصوف میں اس لیے روا نہیں کیونکہ فقر میں صرف ایک خواہش جائز و حلال ہے اور وہ ہے قرب و دیدارِ حق تعالیٰ کی خواہش اور اس واحد خواہش کے حصول کے لیے طالب کو دیگر تمام خواہشوں کو ترک کر دینا لازم ہے۔ اللہ اسے جو دے وہ لے لے اور جو نہ دے اس کی ہرگز خواہش نہ کرے اور نہ ہی اپنی خواہش سے کسی چیز یا رتبے کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ ترکِ خواہش نہ صرف نفس کی سرکوبی اور وصالِ حق کے لیے لازم ہے بلکہ تسلیم و رضا کا تقاضا بھی ہے۔ جب تک طالب میں ''خواہش'' رہتی ہے وہ تسلیم و رضا تک نہیں پہنچ سکتا جو فقر کا آخری مقام اور مرکز و محور ہے کیونکہ جب تک ''خواہش'' رہے گی تب تک طالب اپنی مرضی کرنا چاہے گا اور اس کی خواہش اور مرضی اس کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ اور اس کے اور اللہ کے درمیان حجاب بنی رہے گی۔ حضرت سخی سلطان باھوُ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''مرید وہ ہے جو لا ارید (خواہش سے فارغ) ہو''۔

نفس چونکہ بہت چالباز ہے اس لیے کبھی کبھی طالب یہ جان ہی نہیں پاتا کہ اس کے اندر جو ارادے پرورش پا رہے ہیں وہ درحقیقت اس کے نفس کی خواہش ہیں اس لیے طالب کے لیے لازم ہے کہ وہ نفس کی تمام خواہشوں اور حربوں، چالوں سے واقفیت حاصل کرے تاکہ اپنے اندر ظاہر ہونے پر ان سے لڑ کر ان پر قابو پا سکے۔

نفس کا تعلق انسان کے ظاہری وجود اور باطنی وجود دونوں سے ہے اس لیے اس کی صفات، یعنی خواہشوں کا

اسیر ہونا اور اپنی من مانی کرنا، کا تعلق بھی دونوں وجودوں سے ہے یوں نفس کی لذات دو قسم کی ہوئیں، ظاہری وجود یعنی جسم کی لذات اور باطنی وجود یعنی اندر کے انسان کی خواہشات اور لذات۔ ظاہری وجود کی لذات سے تو عام انسان بھی بخوبی واقف ہوتا ہے۔ ان میں دہن کی لذت یعنی طرح طرح کے کھانوں کی طلب، زبان کی لذت یعنی زیادہ بولنا اور غیبت و چغلی میں مزا پانا، کان کی لذت یعنی موسیقی و سرود کی لذت میں گم ہو جانا، جسم کی شہوت جو چھونے اور جماع سے لطف اندوز ہونا ہے، چہرے کی شہوت جو ہر ایک سے زیادہ خوبصورت دِکھنا چاہتا ہے اور اس کے لیے ہر حیلہ وسیلہ استعمال کرتا ہے، جسمانی سکون کی لذت جو انسان کو زیادہ سونے یا آرام طلبی کی عادت ڈال کر راہِ حق میں مجاہدہ کرنے اور آگے بڑھنے سے روکتی ہے۔ اور اس طرح کی دیگر تمام جسمانی لذتیں جو انسان کو صرف اور صرف اس کی اپنی خواہشات کی تسکین کی طرف مائل رکھتی ہیں اور حقوق اللہ تو کیا حقوق العباد سے بھی غافل کر دیتی ہیں۔ یہ لذات اگرچہ بہت طاقتور ہوتی ہیں لیکن ہمت والے طالبانِ مولیٰ کے لیے ان سے چھٹکارا حاصل کرنا باطنی لذات سے چھٹکارا حاصل کرنے کی نسبت آسان ہوتا ہے اور اس کا طریقہ شریعت کے قوانین اور شریعت کی عبادات میں بیان کر دیا گیا ہے۔ چونکہ شریعت جسم پر لاگو ہوتی ہے اس لیے شریعت کی عبادات ہی کے ذریعے جسم کی شہوات کا خاتمہ بھی ممکن ہے۔ اور اس کے لیے قلیل الطعام، قلیل المنام، قلیل الکلام یعنی کم کھانا، کم سونا اور کم بولنا کا اصول اپنانا بہت کارگر رہے گا۔ روزہ کے ذریعے کم کھانے کم پینے، کم سونے اور شہوت وغیرہ سے چھٹکارا آسان ہو سکتا ہے۔ جو طالبِ مولیٰ ان شہوات میں خود کو گرفتار پائے وہ روزہ اور نماز کے ذریعے ان سے نجات پائے۔ جبکہ ''پردہ'' بھی چہرے کی شہوت سے بچاؤ کا ایک ذریعہ ہے۔ زبان اور زیادہ بولنے کی شہوت سے بچنے کا بہترین ذریعہ خاموشی اختیار کرنا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''عافیت کے دس حصے ہیں جن میں سے نو حصے خاموشی میں ہیں'' اور فرمایا ''جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا'' اور خاموش رہنے کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ دھیان ذکرِ اسم اللہ ذات میں لگایا جائے۔ اگر دھیان ذکر کی طرف ہوگا تو زبان لامحالہ خاموش رہے گی اس طرح زبان کی آفات سے بھی نجات حاصل ہوگی اور باطنی و روحانی ترقی بھی ہوگی۔

بعض لوگ گھروں کو سجانے، اعلیٰ سے اعلیٰ لباس اور سواری خریدنے کی لذت میں بھی گرفتار ہوتے ہیں، نفس کی اسی خواہش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شیطان نے بازاروں کو اپنی شکارگاہ بنایا اور نت نئی ایجادات اور ہر شے کے نئے نئے ڈیزائن تیار کر کے ایسے لوگوں کو ان کی طرف مائل رکھا۔ آج لاتعداد لوگ اس نفسانی لذت کی تسکین کے لیے بازاروں میں مارے مارے پھرتے ہیں اور بازار ایسے ہی لوگوں سے بھرے نظر آتے ہیں۔ اس نفسانی بیماری کا بہترین علاج سخاوت اور اللہ کا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں ہے۔ اپنی خواہشات کو نظرانداز کر کے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دینے سے نہ صرف نفس کی موت ہوگی بلکہ اللہ کی رضا بھی حاصل ہوگی اور سالک تیزی سے اللہ کی طرف ترقی کرے گا۔ جب پاس مال ہی نہ ہوگا یا کم ہوگا تو ایسی خواہشیں بھی سر نہ اُٹھائیں گی اور بالآخر ان سے نجات حاصل ہو جائے گی۔

مندرجہ بالا تمام باتیں اگر صرف ضرورت کی حد تک رہیں تو ان کا پورا کرنا جائز ہے۔ نقصان تب شروع ہوتا ہے جب یہ ضرورت سے بڑھ کر خواہشات کی حد میں داخل ہو جاتی ہیں اور انسان ان کے حصول کے پیچھے بھاگنے لگتے ہیں۔ انسان اس دنیا میں آیا ہے تو اسے کھانا بھی ہے، پینا بھی ہے، سونا بھی ہے، پہننا اوڑھنا بھی ہے صاف ستھرا بھی رہنا ہے، گھر بھی بنانا ہے۔ ان ضروریاتِ زندگی کا مہیا کرنا اس پر فرض ہے لیکن صرف انہی کو اپنا مطمعِ نظر بنا کر اصل مقصدِ حیات یعنی معرفتِ الٰہی کے حصول کو بھلا دینا غفلت ہے اور پھر ضرورت جب خواہش بن جاتی ہے تب ہی شیطان کا بہکانا شروع ہو جاتا ہے اور وہ انسان کو خواہشوں کے حصول کے جائز و ناجائز حربے سکھاتا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صحابہ کرامؓ اور اولیا کرام کی پیروی میں سادہ زندگی گزارنا، ظاہری زندگی کے لیے بھی آسانیاں پیدا کرتا ہے اور باطنی ترقی میں بھی معاون و مددگار ہوتا ہے۔ اعلیٰ درجے کے متوکلین اور طالبانِ مولیٰ تو ضرورت کو بھی خواہش ہی کے زمرے میں شمار کرتے ہوئے اس کی طلب سے بھی ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔ اسی بنا پر وہ تسلیم و رضا کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچتے ہیں کہ اللہ خود ان کی ضروریات پوری کرتا ہے اور وہ اللہ کی عطا کو نہ منع کرتے ہیں، نہ اور کا طمع کرتے ہیں۔ لیکن مبتدی کے لیے ضروری ہے کہ وہ آہستہ آہستہ پہلے خواہشات کے چکر سے آزاد ہو اور پھر ضروریات سے نجات حاصل کرے حتیٰ کہ اس کی خواہش اور ضرورت صرف اللہ رہ جائے اور اس کی ضروریات کا پورا کرنا اللہ کے ذمہ ہو جائے۔ منقول ہے کہ حضرت معروف کرخی قدس سرہٗ کے پاس لوگ اچھا کھانا لے کر جاتے تو وہ کھا لیتے اور حضرت بشر حافیؒ نہ کھاتے۔ حضرت معروف کرخیؒ سے لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ''میرے بھائی بشر حافی پر ابھی زہد و ورع غالب ہے جبکہ مجھ پر معرفت کھول دی گئی ہے اور میں اپنے مالک کے گھر مہمان ہوں۔ جیسا دیتا ہے ویسا کھا لیتا ہوں، نہیں دیتا تو صبر کرتا ہوں، مجھے کچھ اختیار و انکار باقی نہیں رہا''۔

جب سالک ظاہری وجود کی نفسانی خواہشات سے نجات حاصل کر لیتا ہے تو اس کے باطنی وجود کی خواہشات سر اٹھانا شروع کر دیتی ہیں اور شیطان ان کے ذریعے اسے بہکانا شروع کر دیتا ہے۔ ان خواہشوں میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں:

(۱) عقل کی شہوت جو ہمیشہ خود کو دوسروں سے بہتر اور برتر تسلیم کروانا چاہتی ہے۔ اس شہوت کے زیرِ اثر سالک میں یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ اس کی بات اور اس کی رائے سب کی باتوں اور رائے سے بہتر ہے اور اس کے نتیجے میں اس میں یہ نفسانی خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اس کی بات اور رائے کو ضرور بالضرور تسلیم کیا جائے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ اگر ایسا ہو جائے تو شیطان اس میں اس کی عقل پر غرور پیدا کر دیتا ہے اور اگر نہ ہو تو اس کی رائے سے اختلاف کرنے والوں کے خلاف اکسا کر اس کے دل میں کینہ پیدا کر دیتا ہے۔

(۲) عزت کی شہوت جو سالک میں جاہ واقتدار کی خواہش پیدا کرتی ہے۔ اس خواہش کے زیر اثر سالک اہمیت کا طالب بن جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ اسے دوسروں سے بہتر جگہ اور روپیہ مہیا کیا جائے، دوسروں کو خود سے بہتر مقام یا روپیہ ملتے دیکھ کر اسے برداشت نہیں ہوتا۔ اسی شہوت کی وجہ سے اس کے اندر اختیار واقتدار حاصل کرنے کی خواہش بھی سر اٹھاتی ہے۔ وہ دوسروں پر حاکمیت چاہتا ہے اور دوسروں کو اپنے زیرنگیں دیکھنا چاہتا ہے یا خود سے کمتر دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ ہر وقت ہر موقع پر اپنی تعریف یا اپنے کام یا اپنے مقام کی تعریف سننے کا متمنی رہتا ہے۔ کبھی کبھی یہ خواہش اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ اگر اسے اس کی کسی خامی یا غلطی سے آگاہ کیا جائے تو وہ اسے ہرگز نہیں مانتا اور جو سالک اپنی غلطی یا خامی کو نہیں مانتا وہ اس غلطی یا خامی کو کبھی خود سے دور نہیں کرسکتا بلکہ عزت اور تعریف کی خواہش اس میں موجود تمام غلطیوں اور خامیوں کو مزید ہوا دیتی ہیں۔ تعریف کا متمنی شخص اگر مجاہدہ بھی کرتا ہے تو تعریف کے لیے، علم بھی حاصل کرتا ہے تو تعریف کے لیے، عاجزی اختیار کرتا ہے تو تعریف کے لیے نہ کہ اللہ کے لیے۔ یوں اس کا ہر عمل ریاکاری کے زمرے میں شمار ہونے لگتا ہے جسے چھوٹا شرک قرار دیا گیا ہے۔ عزت کی شہوت ہی ''انا'' کو پروان چڑھاتی ہے اور انا دوسروں سے بغض اور حسد کو جنم دیتی ہے۔ جس سالک کے باطن میں بغض وحسد جیسی بیماری پرورش پا رہی ہو وہ اللہ کی طرف کسی صورت ترقی نہیں کر سکتا۔

(۳) علم کی شہوت بھی اللہ کی طرف باطنی سفر میں رکاوٹ بن سکتی ہے اس صورت میں کہ جب بندہ اللہ کا علم اللہ کی معرفت کے حصول کی بجائے اپنے ہی علم میں اضافے کے لیے یا خود کو علم کے لحاظ سے دوسروں سے برتر ثابت کرنے کے لیے حاصل کرے۔ علم کی زیادتی اکثر سالک میں یہ گمان پیدا کردیتی ہے کہ چونکہ وہ زیادہ جانتا ہے اس لیے وہ زیادہ کامل ہے اور دوسرے ناقص۔ علم اگرچہ اللہ کے نزدیک بہت بلند درجہ رکھتا ہے لیکن اگر علم سالک میں تکبر پیدا کردے تو علم ہی سب سے بڑا حجاب بھی بن جاتا ہے اور سب سے بڑا شیطانی فعل بھی کیونکہ اللہ کی نافرمانی کرنے پر شیطان کو اس کے علم نے ہی اکسایا تھا۔

رسالہ الغوثیہ میں اللہ تعالیٰ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے فرماتا ہے کہ ''اے غوث الاعظمؓ صاحبِ علم کے لیے میری طرف اس کے علم سے کوئی راستہ نہیں جب تک کہ وہ اس کا انکار نہ کرے کیونکہ جب تک وہ اس علم کو ترک نہ کرے جو اس کے پاس ہے، شیطان بن جاتا ہے''۔

علم کی شہوت اس لیے بھی بہت نقصان دہ ہے کیونکہ پھر سالک باطنی مقامات سے گزرتے ہوئے اللہ کی ذات سے زیادہ اپنے علم پر بھروسہ کرتا ہے اور گمراہ ہو جاتا ہے کیونکہ باطنی مقامات لامحدود ہیں اور علم محدود اور ان سب مقامات کا علم کتب میں درج نہیں ہے۔ پھر اللہ کے سوا کسی بھی اور چیز پر بھروسہ کرنا شرک کے زمرے میں آتا ہے۔ اکثر ''لاعلمی ہزار نعمت'' بن کر لاعلم سالکوں کو بہت سے مشکل مقامات سے آسانی سے گزار دیتی ہے اور علم والے انہی مقامات پر بہت بُری طرح پھنس جاتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ جو امت میں سب سے زیادہ علم والے ہیں، کیونکہ انہیں علم بلاواسطہ علم کے منبع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل ہوا، لیکن پھر بھی وہ اپنے علم کو ناقص ہی جانتے تھے۔ منقول ہے کہ جب کوئی نیا مسلمان صحابہ کرامؓ سے کسی آیت کی شرح پوچھتا تو ایک صحابی اسے دوسرے صحابی کی طرف اور دوسرا تیسرے صحابی کی طرف بھیج دیتا کہ کہیں میں اسے غلط نہ بتادوں۔ پس علم عاجزی کے ساتھ ہی ٹھیک ہے اور تب تک ٹھیک ہے جب تک کہ نفس کی لذت وشہوت نہ بن جائے۔

(۴) اعلیٰ مقامات اور درجات کے حصول کی خواہش بھی نفس ہی کی خواہش ہے۔ اللہ کے قرب کے حصول کی خواہش جائز بلکہ فرض ہے لیکن اس سفر میں درجات و مقامات کی طلب طالب کو اصل منزل سے ہٹا سکتی ہے کیونکہ اللہ درجات و مقامات سے ماورا ہے۔ جو سالک درجات و مقامات میں پھنس گیا وہ اللہ تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔ اکثر سالک جس درجے اور مقام کو بہت اعلیٰ تصور کر رہا ہوتا ہے وہ شیطانی فریب ہوتا ہے کیونکہ سالک کا نفس مقام و درجے کا خواہش مند ہوتا ہے، شیطان اس کی اسی خواہش کا استعمال کر کے اسے باطن میں انتہائی خوبصورت مقامات دکھاتا ہے، سالک اس فریب کا شکار ہو کر اس کی رنگینی میں الجھ جاتا ہے اور اس کا باطنی سفر رک جاتا ہے۔

حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَھُوَ مَغْبُوْنٌ ترجمہ: ''جس کے دو دن برابر ہوں وہ نقصان زدہ ہوتا ہے'' یعنی طالب حق پر اگر دو دن برابر گزریں تو وہ نقصان زدہ ہے کیونکہ ہونا تو یہ چاہیے کہ اس کا ہر دن پہلے دن سے بہتر ہو۔ اگر طالب کے دو دن باطنی طور پر ایک جیسے گزریں تو وہ سمجھ جائے کہ وہ نفس وشیطان کے کسی نہ کسی فریب میں گرفتار ہے یا کسی باطنی مقام میں پھنس گیا ہے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ اس کو اس کے نفسانی خواہشات میں پھنسنے کا اشارہ یوں دیتا ہے کہ اسے خواب میں اس کا نفس، سانپ، بچھو یا چھپکلی کی صورت میں اس پر حملہ کرتا دکھائی دیتا ہے کیونکہ سانپ کو خواب میں دیکھنے سے دشمن مراد لیا جاتا ہے اور نفس انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ پس وہ جب کسی زہریلی چیز کو خواب میں دیکھے تو اپنے نفس کا فوراً محاسبہ کرے۔ اس کے علاوہ نفس کے جال میں پھنسنے کا ایک اور اشارہ صادق طالب کو یوں بھی ملتا ہے کہ اس کے ظاہری اعمال میں اس سے بار بار غلطیاں یا کوتاہیاں ہونے لگتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ''برتن سے وہی چیز برآمد ہوتی ہے جو اس کے اندر ہوتی ہے''۔ جب باطن میں خامیاں حد سے بڑھنے لگیں تو وہ ظاہری اعمال میں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔

رسالہ غوثیہ میں اللہ تعالیٰ حضور غوث پاکؓ سے فرماتا ہے ''جب تم نے میرے حرم میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو ملک، ملکوت اور جبروت کسی کی طرف توجہ نہ کرو کیونکہ ملک عالِم کا شیطان ہے، ملکوت عارف کا شیطان ہے اور جبروت واقف کا شیطان ہے۔ جس نے ان میں سے کسی سے رضا و رغبت کی وہ میرے نزدیک مردودوں میں سے ہے''۔ (رسالہ الغوثیہ)

اللہ کے سوا کسی بھی دوسری شے کی طرف رضا و رغبت کرنا اور اس کی خواہش کرنا نفس کا کام ہے۔ اگر ملک، ملکوت اور

جبروت میں شیطان بہکانے کے لیے موجود ہے تو یقیناً ان باطنی مقامات میں نفس کی بھی اپنی اپنی خواہشات ہونگی جن کا فائدہ اٹھا کر شیطان سالک کو گمراہ کرتا ہے۔ اگر نفس خواہش نہ کرے تو شیطان کے لیے انسان کو بہکانا ناممکن ہو جائے۔ بہترین اور تیز رفتار سالک وہ ہے جو ہر لمحے اور ہر مقام پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے، اس کی خواہشوں کو پہچانے اور ان کا رد کرتا رہے۔ اللہ اور اللہ کی رضا کے سوا کبھی کچھ نہ چاہے، نہ مقام نہ مرتبہ، نہ عزت نہ تعریف، نہ زائد علم، نہ زائد عقل۔ سورہ آل عمران آیت 92 میں اللہ فرماتا ہے کہ ترجمہ: ''تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی سب سے پیاری چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کر دیتے''۔ عموماً اس آیت میں پیاری چیز سے مراد مال یا اولاد ہی لیا جاتا ہے حالانکہ یہاں پیاری چیز سے مراد اللہ کے سوا ہر وہ چیز ہے جو نفس کو اچھی لگے اور جس کی وہ خواہش کرے خواہ وہ عزت ہو، مقام و مرتبہ ہو یا علم و عقل ہو۔ جیسے جیسے سالک اللہ کی راہ میں آگے بڑھتا ہے اسے اپنی ذات سے وابستہ ہر شے کو ترک کرنا پڑتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے حضور بے علم، بے عقل، بے اختیار، بے عزت (نفس کو ذلیل کر کے)، بے بس و عاجز ہو کر حاضر ہو جاتا ہے پس ایسی ہی حالت میں اللہ اسے اپنا بنا لیتا ہے۔ رسالہ الغوثیہ میں اللہ فرماتا ہے ''اے غوث الاعظمؓ انبیاء و مرسلین کے علاوہ میرے بعض ایسے بندے ہیں کہ ان کے احوال سے کوئی واقف نہیں (خواہ) اہل دنیا ہوں یا اہل آخرت، اہل جنت ہوں یا اہل دوزخ، مالک ہو یا رضوان اور انہیں نہ تو جنت کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور نہ ہی دوزخ کے لیے، نہ ثواب کے لیے اور نہ عذاب کے لیے، نہ حور و قصور کے لیے اور نہ غلمان کے لیے۔ پس ان کے لیے خوشی ہے جو ان پر ایمان لائیں اگرچہ وہ انہیں نہ پہچانیں۔ اے غوث الاعظمؓ تم انہی میں سے ہو۔ دنیا میں ان کی علامات یہ ہیں کہ ان کے جسم کم کھانے اور کم پینے کی وجہ سے جلے ہوئے ہیں اور ان کے نفس شہوات سے جلے ہوئے ہیں اور ان کی ارواح لحظات سے جلی ہوئی ہیں۔ وہ اصحاب بقا ہیں جو کہ دیدار کے نور میں جلے ہوئے ہیں''۔

ہمیں صحابہ کرامؓ اور اولیاء کرامؒ کی زندگیوں سے بے شمار ایسی مثالیں ملتی ہیں جن سے ہمیں یہ تعلیم حاصل ہوتی ہے کہ نفس کی تربیت کیسے کی جائے اور اس کی خواہشات سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ مرض وفات میں تھے تو شہد اور دودھ کو دل چاہا تا کہ اس میں گرم روٹی ڈال کر ثرید بنائیں۔ خادم گیا اور لے آیا، مالک بن دینارؒ نے اسے لے کر کچھ دیر تک دیکھا اور فرمایا اے نفس تو نے تیس سال تک صبر کیا، اب تیری عمر کی ایک گھڑی باقی ہے، یہ کہہ کر پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور صبر کیا اور وفات پا گئے۔ (مکاشفۃ القلوب)

حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں کوہ مکام میں تھا۔ میں نے وہاں انار دیکھے، کھانے کو جی چاہا، ایک اُٹھا کر کھایا تو وہ کھٹا نکلا چنانچہ میں انار کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے بعد میں نے ایک آدمی راستے میں پڑا ہوا پایا جس پر بھڑیں اکٹھی ہو رہی تھیں۔ میں نے سلام کیا تو اس نے جواب دیا ''وعلیکم السلام اے ابراہیم'' میں نے پوچھا ''آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا؟'' اس نے کہا ''جو اللہ کو پہچان لے اس پر کچھ مخفی نہیں''۔ میں نے کہا ''میں نے اللہ کے ساتھ تمہارا خاص حال دیکھا ہے کیا تو نے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کی کہ وہ تجھے بھڑوں سے نجات دے؟'' اس نے کہا ''میں نے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تیرا خاص حال دیکھا ہے کیا تو نے اللہ سے دعا نہیں کی کہ وہ تجھے انار کی شہوت سے نجات دے۔ اس لیے کہ انار کی شہوت کا دکھ انسان آخرت میں پاتا ہے اور بھڑوں کا دکھ صرف دنیا میں پاتا ہے۔ بھڑیں تو صرف جسم کو کاٹتی ہیں اور شہوات دلوں کو کاٹتی ہیں۔''

ایک عورت نے حضرت مالک بن دینارؒ کو بُرا بھلا کہتے ہوئے ریاکار کہا تو فرمانے لگے ''اے نیک بخت بصرہ کے لوگوں نے میرا نام گم کر دیا تھا تو نے ڈھونڈ نکالا''۔

حضرت احنف بن قیسؓ کو ایک شخص گالیاں دیتا ہوا ان کے ساتھ ساتھ چلا جا رہا تھا۔ وہ بھی چپ چاپ گالیاں سنتے چلے جا رہے تھے۔ جب اس مقام کے قریب پہنچے جہاں ان کے عزیز رہتے تھے تو رُک گئے اور اس شخص سے کہا کہ بھائی اگر کچھ گالیاں باقی ہوں تو وہ بھی جلدی دے لے اس لیے کہ اگر میری قوم کے لوگوں نے تجھے گالیاں دیتے سن لیا تو تمہیں ستائیں گے''۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ جب کہیں جاتے تو لڑکے مجذوب سمجھ کر پتھر مارتے آپؓ فرماتے ''اے لڑکو چھوٹے چھوٹے پتھر مارو کہیں میرا پاؤں زخمی نہ ہو جائے ورنہ میں نماز کے لیے کھڑا نہ ہو سکوں گا''۔

حضرت ابو عثمان حیری قدس سرہٗ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک دن کسی نے چھت پر سے راکھ بھرا طشت آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سر پر ڈال دیا آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کپڑے جھاڑ ڈالے اور خدا کا شکر ادا کیا۔ لوگوں نے پوچھا آپ نے شکر کیوں کیا؟ فرمایا جو شخص آگ کے قابل ہو اس پر راکھ ڈالیں تو شکر کا مقام ہے۔

ایسے واقعات کی فہرست طویل ہے جن کے ذریعے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ اولیاء اللہ کس طرح خود کو نفس کی خواہشات سے مجاہدات کے ذریعے روکا کرتے تھے۔ ان کے لیے نہ اپنی عزت اہم تھی، نہ مقام نہ مرتبہ۔ موجودہ زمانے میں بھی اگرچہ ایسے مجاہدات کرنا اور خود کو زیادہ کھانے، زیادہ سونے، زیادہ بولنے سے روکے رکھنا کچھ خاص مشکل نہیں اور طالب کوشش کر کے خود کو عزت و تعریف کی خواہش یا مقامات و درجات کی خواہش سے بھی روک سکتا ہے۔ اس ضمن میں ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور صحبتِ مرشد اس کے سب سے بڑے معاون و مددگار ثابت ہوں گے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی مشق سے آدمی کے وجود میں نفس بیمار ہو جاتا ہے گویا کہ اسے خسرے کی بیماری لاحق ہو گئی ہے۔ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے نفس کو ایسی بے قراری لاحق ہو جاتی ہے کہ اسے کسی پل آرام نہیں آتا بلکہ اس کی ہستی ہی مٹ جاتی ہے۔ یہ نافرمان نفس فرمانبردار بن جاتا ہے اور ایک غلام کی طرح ہمیشہ زیرِ فرمان رہتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جس شخص کا نفس ابتدا میں سرکش اور امارہ ہوتا ہے تو

تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی مشق کرنے سے پہلے لوامہ بنتا ہے پھر ملہمہ اور آخر میں مطمئنہ بن جاتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

صحبتِ مرشد میں جب نفس کا تزکیہ ہوتا ہے تو اس کے خصائلِ بد اس سے دور ہونے لگتے ہیں اور خواہشات سے اسے از خود نجات حاصل ہونے لگتی ہے۔ مرشد کامل اس کے نفس کی حالت کے مطابق اس سے ایسے کام لیتا ہے جو اس کے نفس کی بیماریوں کے لیے دوا کا کام دیتے ہیں۔ مرشد جانتا ہے کہ کب نفس کو ذلیل و رسوا کرنا ہے اور کب اس کی حالت اس لائق ہے کہ اسے عزت دی جائے، کب اس سے مشقت کروانی ہے اور کب اسے آرام دینا ہے۔ لیکن ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور صحبتِ مرشد کے ساتھ ساتھ طالب کی اپنی ذات پر بھی محاسبۂ نفس لازم ہے جس سے وہ کسی بھی وقت فارغ نہیں ہوسکتا۔ اللہ کا حکم ہے کہ قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا (تحریم۔6) ترجمہ: ''اپنے نفسوں اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ''۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ اپنے نفس کے محاسبہ کے لیے خود قاضی بن اور اس کافر کو مارنے کے لیے مردِ غازی بن۔ (عین الفقر)

❁ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نفس کے خلاف چلنے میں ہے۔ (عین الفقر)

❁ طالب اللہ کو چاہیے کہ ہر دم اور ہر گھڑی رات دن نفس کی مخالفت کرتا رہے کسی وقت بھی اس سے غافل نہ رہے کیونکہ نفس کافر ہے۔ (عین الفقر)

❁ اپنے نفس کو مارے بغیر کسی نے عشقِ حق نہیں پایا۔ (عین الفقر)

حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ محاسبۂ نفس کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ تیرا نفس تیرا دشمن ہے اس کی بات کا جواب دینے سے سکوت کرنا ہی تیرے لیے بہتر ہے اور یہ کہ تو اس کو دیوار پر مار دے۔ اس کی بات کو اس طرح سن جیسے کسی دیوانہ کی بات سنتے ہیں کہ جس کی عقل جاتی رہی ہو۔ تو نفس کی بات کی طرف توجہ ہی نہ دے۔ نہ اس کی طلب خواہشات، لذات اور خرافات پر نظر کر۔ اس کی ہلاکت اس میں ہے کہ تو نفس کی بات کو نہ سنے۔ تیری اور اس کی اصلاح اس کی مخالفت کرنے میں ہے۔ جب نفس اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو اس کو ہر جگہ رزق ملتا ہے اور جب نفس اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے اور متکبر بن جاتا ہے تو اس کے اسباب منقطع کر دیئے جاتے ہیں اور اس پر طرح طرح کے مصائب نازل کر دیئے جاتے ہیں۔

❁ تیرا نفس جس طرح اللہ تعالیٰ کے حکم سے راضی ہونے سے منکر ہے، اسی طرح تو بھی اپنے نفس کا منکر بن جا۔ جب تو اپنے نفس پر منکر ہو جائے گا تو ماسویٰ اللہ کے انکار پر قدرت حاصل کر لے گا۔ (الفتح الربانی)

❁ جس شخص کو اپنے نفس کو درست کرنے کی ضرورت ہو اس کو چاہیے کہ نفس کو سکوت اور حسنِ ادب کی لگام دے اور نفس کو تقویٰ کی زرہ پہنائے کہ یہی اس کے مطمئنہ بننے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ (الفتح الربانی)

❁ نفس تو اندھا، گونگا، بہرا، مخبوط الحواس اور اپنے پروردگار سے ناواقف اور اللہ کا دشمن ہے۔ پس ہمیشہ مجاہدوں اور ریاضتوں سے اس کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اس کی زبان بولنے لگے گی اور کان سننے لگیں گے اور اس کا خبط اور اللہ تعالیٰ سے دشمنی اور جہالت زائل ہو جائے گی اور یہ نفس رسیوں میں جکڑا رہنے اور مردانِ خدا کی صحبت اور اس میں ہمیشگی اور ساعت بساعت، روز بروز اور سال بہ سال قائم رہنے کا محتاج ہے۔ یہ صرف ایک ساعت اور ایک دن اور ایک مہینہ کے مجاہدہ سے حاصل نہ ہوگا۔ (الفتح الربانی)

❁ جب تک نفس کو اس کے حظ (مزہ) والی چیزوں سے نہ روکا جائے تو دلوں کو حظ دینے والی چیزیں نصیب نہیں ہوتیں اور جب نفس اپنے حظوظ سے رک جاتا ہے تو حظوظ دل کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (الفتح الربانی)

پس جسے لذتِ قربِ الٰہی چاہیے اسے نفس کو اس کی ہر لذت سے روکنا ہوگا، جسے اللہ کے ہاں عزت چاہیے اسے نفس کو ذلیل کرنا ہوگا اور نفس کے لیے یہ سزا اس لیے ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ اللہ کے احکام کو چھوڑ کر اس کے احکام کی اطاعت کی جائے۔ نفس کو قابو کرنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اسے ہرگز اس کی من مانی کرنے نہ دی جائے، نہ اس کی شکایتوں پر کان دھرے جائیں نہ فرمائشوں پر۔ اور دوسرے یہ کہ اسے ہمیشہ اللہ کے کاموں میں مصروف رکھا جائے کیونکہ جب یہ فارغ ہوتا ہے تبھی اس کی باغیانہ سرشت سر اٹھاتی ہے لہٰذا اسے عبادات و اطاعات و مجاہدات میں مصروف رکھنا چاہیے۔ دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرنا اور اپنی غلطیوں کو مان کر معافی مانگنا بھی نفس پر بہت گراں گزرتا ہے اس لیے اسے مارنے اور قابو میں لانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جب سالک کو کسی دوسرے شخص سے تکلیف پہنچے تو فوراً دل سے اسے درگزر کرے اور بدلے میں ایک لفظ بھی شکایت کا بولنے سے گریز کرے اور جب خود سے چھوٹی سی بھی غلطی ہو جائے تو اسے فوراً مانے اور اس کی معافی مانگے۔ ''اطاعت'' کرنا بھی نفس کو بہت بُرا لگتا ہے، اسے اللہ کی اطاعت کے لیے تیار کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس سے اللہ کے نیک بندوں کی بلا مشروط اطاعت کروائی جائے۔ پس وہ تمام عوامل جو ہمارے نفس کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے کرنے سے گریز نہ کرنا چاہیے اور نہ ہی کبھی نفس کی طرف سے غافل ہو کر اسے ڈھیل دینی چاہیے۔

نفس کی تربیت میں سالک کی اپنی ہمت کا بھی بہت عمل دخل ہے اور تمام سالکوں کی ہمت ایک سی نہیں ہوتی۔ جس کی جتنی ہمت ہو اسے اسی کے مطابق نفس کو مارنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ یاد رہے کہ ''تربیت'' ایک سست لیکن مسلسل عمل کا نام ہے اس لیے اس سلسلے میں جلدی کرنا نقصان دہ بھی ہوسکتا ہے۔ ایک دم اپنی ذات پر وہ بوجھ ڈال دینا جسے اٹھانے کی ہمت نہ ہو سالک کو راہِ حق سے باغی بھی کر سکتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرامؓ کی تربیت آہستہ آہستہ کی اور ان کی پرانی عادتیں اور روشیں آہستہ آہستہ تبدیل کیں۔ نہ ہی فوراً لمبی لمبی عبادات کا حکم دے دیا، نہ ہی شراب چھوڑنے کا حکم فوراً نازل ہوگیا بلکہ اللہ نے بھی قرآن کو تئیس سال کے عرصے میں اتارا اور احکامات کو

وقفے وقفے سے نازل کیا۔ جب صحابہؓ ایک حکم کو صحیح طریقے سے بجالانا سیکھ لیتے تو دوسرا حکم نازل ہوتا۔ پس سالک کو بھی اپنے نفس کی تربیت اسی طرح کرنا چاہیے اور ایک دم زیادہ بوجھ نہ ڈالنا چاہیے۔ پہلے اسے آسان مجاہدوں کی عادت ڈالنی چاہیے جب یہ سیکھ لے تو کچھ مشکل مجاہدے اور پھر زیادہ مشکل۔ مرشد کی تربیت کا بھی یہی طریقہ ہوتا ہے۔

نفس کبھی کبھی انسان میں عجیب وغریب خواہشات کو جنم دیتا ہے جنہیں انسان سمجھ ہی نہیں پاتا کہ صحیح ہیں یا غلط، انہیں پورا کرنے سے اسے راہِ حق کے سفر میں فائدہ پہنچے گا یا نقصان؟ ایسے میں احکامِ قرآن اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وسنتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واعمال واقوالِ اولیاء اللہ رحمتہ اللہ علیہم ہی اس کی صحیح رہنمائی کر سکتے ہیں۔ اگر اسے اپنے اندر اٹھنے والی خواہش پر عمل کی کوئی مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا صحابہ کرامؓ یا اولیاءؒ کی زندگی میں ملے تو اس کو کر گزرے ورنہ رد کر دے۔ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اے جانِ عزیز جان لو کہ یہ پہچاننا بہت دشوار اور نایاب علم ہے کہ کون سا خطرہ (دل میں پیدا ہونے والا خیال) خدا کے واسطے اور کون سا نفسانی خواہش کے لیے ہے۔ جسے اس کی شناخت کی قوت اور قدرت نہ ہو اسے چاہیے کہ ہمیشہ کسی عالم باعمل کی صحبت میں بیٹھے تاکہ اس کی صحبت کا نور اس کے دل میں سرایت کرے اور علماء دنیادار کی صحبت سے خدا کی پناہ مانگا کرے کیونکہ یہ عالم شیطان کے نائب ہیں''۔ (کیمیائے سعادت)

روایت ہے کہ حضرت عثمان ابن معظون رضی اللہ عنہٗ نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ''میرا نفس مجھ سے یہ کہتا ہے کہ خود کو خصی کر ڈال تاکہ شہوتِ نکاح سے چھوٹ جا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ایسا نہ کر کیونکہ میری امت میں روزہ رکھنا خود کو خصی کرنے کا حکم رکھتا ہے''۔ پھر عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرا نفس کہتا ہے کہ بیوی کو طلاق دے دے'' فرمایا ''تیزی نہ کر اس واسطے کہ نکاح میری سنت ہے''۔ عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرا نفس کہتا ہے کہ راہبوں کی طرح پہاڑ پر جا بیٹھ'' فرمایا ''یہ نہ کرنا اس لیے کہ حج اور جہاد کرنا میری امت کی رہبانیت ہے''۔ عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرا نفس کہتا ہے کہ گوشت نہ کھا'' فرمایا ''یہ بھی نہ کرنا اس واسطے کہ میں گوشت کو دوست رکھتا ہوں، اگر میں گوشت پاتا تو کھاتا، اگر خدا سے مانگتا تو وہ عنایت فرماتا''۔ (کیمیائے سعادت) پس ایسی تمام خواہشات جو قرآن وسنت کے خلاف ہوں، بھی نفسانی خواہشات میں شمار ہوتی ہیں اور طالب کو ان کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔

فرمانِ باھُوؒ

ایمان سلامت ہر کوئی منگے، عِشق سلامت کوئی ھُو
منگن اِیمان شرماون عشقوں، دِل نوں غیرت ہوئی ھُو
جس منزل نوں عشق پچاوے، اِیمان نوں خبر نہ کوئی ھُو
میرا عشق سلامت رکھیں باھُوؒ، اِیمانوں دیاں دھروئی ھُو

مفہوم: سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ اس بیت میں فرماتے ہیں کہ ایمان کی سلامتی تو ہر کوئی طلب کرتا ہے لیکن عشق کی دولت تو کوئی طالبِ مولیٰ ہی طلب کر سکتا ہے۔ یہ طالبانِ ناقص اور طالبِ دنیا و عقبیٰ ہیں جو صرف ایمان کی سلامتی کے طلب گار ہیں اور عشقِ الٰہی طلب کرتے ہوئے ڈرتے ہیں کیونکہ یہ کوئی آسان راستہ نہیں ہے ان کی یہ حالت دیکھ کر میرے دِل کے اندر غیرتِ فقر و عشقِ الٰہی اجاگر ہو رہی ہے حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جن منازل و مقامات تک عشق کی رسائی ہے اُس کی ایمان کو تو خبر تک نہیں ہے آخری مصرعہ میں آپ رحمتہ اللہ علیہ دعا گو ہیں اور اپنے مرشد سے التجا کرتے ہیں کہ میرے مرشدِ کامل میرے عشق کو سلامت رکھنا اور مجھے استقامت عطا کرنا کیونکہ یہ عشق مجھے ایمان سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے۔

رپورٹ

محفل میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اور

عرس پاک

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان

سیّد محمد عبد اللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ





منعقدہ: 21۔ ستمبر 2012ء بروز اتوار (14۔ شوال 1433ھ)
بمقام: احمد پور شرقیہ

رپورٹ: محمد راشد سروری قادری

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبد اللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفۂ اکبر، دل کے محرم اور آپؒ کے بعد امانتِ فقر (امانتِ الٰہیہ) کے وارث ہیں۔

سلطان التارکین سیّد محمد عبد اللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ سروری قادری کے چھبیسویں شیخ کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر مدینہ منورہ سے ہندوستان تشریف لائے اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ سے امانتِ الٰہیہ (امانتِ فقر) حاصل کر کے اُن ہی کے حکم پر احمد پور شرقیہ کو اپنا مسکن بنایا جہاں بے شمار طالبانِ حق نے آپ ﷺ سے فیض پایا۔ 1860ء (1276ھ) میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک مرجع خلائق اور ہر خاص وعام کے لیے باعثِ فیض ہے۔

26 دسمبر 2003ء کو سلسلہ سروری قادری کے تیسویں شیخِ کامل سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سلسلہ سروری قادری کے اکتیسویں شیخِ کامل اور سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی امانتِ فقر کے وارث اور ''دل کے محرم'' خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے مسند تلقین وارشاد سنبھالی تو آپ مدظلہ الاقدس نے مشائخ سروری قادری کی سوانح حیات پر تحقیقی کام کا آغاز کیا اور سات سال کی انتھک کاوشوں کے بعد سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ سے لے کر سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ تک سلسلہ سروری قادری کے تمام مشائخ کے حالاتِ زندگی اور تعلیمات کو اپنی تصنیف ''مجتبیٰ آخر زمانی'' میں محفوظ فرما دیا۔

✿ سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبد اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں بیمار ہوئے تو آپؒ کے محرمِ راز حضرت سخی سلطان پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ آپؒ کی صحت یابی کی عرض پیش کرنے کے لیے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر تشریف لے گئے۔ ادھر آپؒ کے مرشد سید محمد عبد اللہ شاہ مدنی جیلانیؒ کا 29 رمضان المبارک 1276ھ کو

وصال ہو گیا۔

پیر محمد عبدالغفور شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد 9 شوال بروز اتوار یعنی شوال کے دوسرے اتوار واپس پہنچے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اسی دن ختم شریف دلوایا۔ پھر آپ ہر سال شوال کے دوسرے اتوار ہی سید محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مبارک منعقد کرواتے رہے لیکن بعد میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک کا دن 29 رمضان المبارک مقرر کر دیا گیا۔

سال 2011ء میں جب خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی تصنیف مبارکہ ''مجتبیٰ آخر زمانی'' پر تحقیقاتی کام مکمل ہونے کے قریب تھا تو آپ مدظلہ الاقدس نے پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی پہلی روایت (شوال کے دوسرے اتوار انعقادِ عرس مبارک) کو زندہ کرتے ہوئے شوال 1432ھ کے دوسرے اتوار یعنی 11 ستمبر 2011 بروز اتوار دربار پاک سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ پر حاضری کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ حاضری سے قبل آپ مدظلہ الاقدس نے مزار مبارک کے اندرونی حصہ کی مرمت، رنگ و روغن اور تزئین و آرائش کروائی اور حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے شجرۂ نسب پدرانہ و مادرانہ، شجرہ فقر اور سوانح حیات کی خوبصورت فلیکس آویزاں کرائیں۔ آپ مدظلہ الاقدس کی آمد دربار پاک سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور دورہ احمد پور شرقیہ و اوچ شریف سے پہلے ماہنامہ سلطان الفقر لاہور نے اگست 2011ء میں پہلی بار سیّد محمد عبداللہ شاہؒ کی سوانح حیات شائع کی۔

آپ مدظلہ الاقدس نے اس خصوصی دورہ میں چند طالبان مولیٰ کے ہمراہ دربار پاک سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ پر حاضری دی اور مزار پاک کو غسل دیا، چادر و تاج پوشی کی رسم ادا فرمائی اور پھر لنگر پاک تقسیم کیا گیا۔ آپ مدظلہ الاقدس نے چند طالبان مولیٰ کی خواہش پر انہیں بیعت فرما کر احمد پور شرقیہ اور اوچ شریف میں اسم اللہ ذات کے فیض کا آغاز فرمایا۔ اس تمام پروگرام کی رپورٹ ماہنامہ سلطان الفقر اکتوبر 2011ء میں شائع کر چکا ہے۔

سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ کے مزار مبارک کی تعمیر

خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے جب ستمبر 2011ء میں سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ کے مزار مبارک پر حاضری دی تو آپ مدظلہ الاقدس نے مزار مبارک کے اندرونی و بیرونی حصوں کا تفصیلی جائزہ لیا۔ مزار مبارک پر صرف ایک مینار تھا وہ بھی شکستہ حالت میں۔ تربت مبارک کا تعویذ سیمنٹ سے بنا ہوا تھا۔ صحن کی اینٹیں ناہموار اور محل مبارک کی بیرونی دیواروں پر لگی ہوئی ماربل کی ٹائلیں جگہ جگہ سے گری ہوئی تھیں۔ زائرین کے لیے وضو اور پانی کا کوئی مناسب انتظام نہ تھا۔ لنگر خانہ بھی شکستہ حالت میں تھا۔ آپ مدظلہ الاقدس نے واپس آ کر محل مبارک کی تعمیر کا حکم فرمایا۔ اس تعمیر کے سلسلہ میں اپریل 2012ء میں سجادہ نشین دربار سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ پیر شمس الحق صاحب اور سجادہ نشین دربار پیر عبدالغفور شاہؒ پیر محمد ایوب قریشی صاحب سے رابطہ و ملاقات کی گئی اور تعمیراتی کام کی اجازت حاصل کی جو انہوں نے بخوشی دے دی۔

مئی 2012ء میں خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کے حکم پر تعمیراتی کام کا باقاعدہ آغاز ہوا اور آپ مدظلہ الاقدس تمام تعمیراتی مراحل میں ذاتی طور پر دلچسپی لیتے ہوئے اس اہم کام سے منسلک تمام افراد کی ظاہری و باطنی راہنمائی فرماتے رہے۔ آپ مدظلہ الاقدس نے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے محل مبارک کی طرز پر سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ کے محل مبارک پر چار مینار تعمیر کروائے۔ تربت مبارک پر سنگ مرمر لگوایا۔ اندرونی تزئین و آرائش کے ساتھ پختہ صحن تعمیر کروایا، محل مبارک کی بیرونی دیواروں پر سے گری ہوئی ماربل کی اینٹیں دوبارہ لگوائیں، محل پاک کو پالش کروایا، لنگر خانہ کو صاف کروا کر پختہ اینٹیں صحن اور کمروں میں لگوائیں۔ دربار پاک کی تعمیر کے کام کی احمد پور شرقیہ میں ہمہ وقت نگرانی کے لیے اوچ شریف سے بھائی نعیم حسین سروری قادری کو مقرر فرمایا اور ہفتہ وار نگرانی اور معاونت کے لیے بھائی محمد اسد خان سروری قادری اور بھائی نوید شوکت سروری قادری لاہور سے تشریف لے جاتے رہے۔ میناروں پر رنگ اور مینا کاری کا کام ذاکر حسین سروری قادری (لاہور) نے کیا۔

محفل میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور عرس پاک کا اعلان اور تیاریاں

اگست 2012ء کے آغاز میں جب دربار پاک کا تعمیراتی کام اپنے آخری مرحلہ میں داخل ہوا تو خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی شوال کے دوسرے اتوار کو انعقادِ عرس پاک کی روایت کو زندہ رکھتے ہوئے 2 ستمبر 2012ء بروز اتوار کو عظیم الشان محفل میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و عرس پاک سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ کے انعقاد کا اعلان فرمایا اور ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی دی کہ جو ساتھی حق کی دلیل کے ساتھ اس بابرکت محفل میں شرکت کرے گا انشاء اللہ اس کی مراد اللہ تعالیٰ پوری فرمائے گا۔ اس اعلان کے ساتھ ہی تمام ساتھیوں میں روحانی جوش و خروش کی لہر دوڑ گئی اور تحریک دعوتِ فقر کے تمام شعبہ جات محفل پاک کی تیاریوں میں روحانی ولولہ کے ساتھ مصروف ہو گئے۔

سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) کی محفل پاک کے حوالہ سے تیاریاں

سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) تحریک دعوتِ فقر پاکستان کا شعبہ نشر و اشاعت ہے جس کی ذمہ داری ''ماہنامہ سلطان الفقر'' کی اشاعت کے ساتھ ساتھ دیگر کتب فقر کی اشاعت، سی ڈیز اور ڈی وی ڈیز تیار کرنا ہے۔ خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کے اعلانِ عرس پاک کے بعد اس شعبہ نے شرکاء محفل کے

لیے چار کتب فقر کے تحفہ کو یقینی بنانے کے لیے کام کا آغاز کیا تو ان کے مدِ نظر مرشد پاک کے حکم سے درج ذیل کتب تھیں:۔

رسالہ روحی شریف:

تصنیفِ لطیف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ جس کے مترجم خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس ہیں۔ آپ مدظلہ الاقدس نے اس تصنیفِ مبارکہ کا سادہ و آسان ترجمہ فرمایا۔ اصل فارسی متن پر اعراب لگائے اور ضروری مقامات پر جامع حواشی مرتب فرمائے جسے سلطان الفقر پبلیکیشنز نے پہلی بار کتابی شکل میں آرٹ پیپر پر دو رنگوں میں دیدہ زیب پرنٹنگ کے ساتھ شائع کروایا۔

مرآۃ العارفین:

امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ کی تصنیف مبارکہ ہے۔ خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کے حکم واجازت پر محترمہ عنبرین مغیث سروری قادری نے اس کتاب کا اصل عربی متن مع اردو ترجمہ جامع و آسان شرح کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ مترجم و شارح عنبرین مغیث سروری قادری نے عرصہ ایک سال (دسمبر 2010ء تا دسمبر 2011ء) میں اس کتاب کا ترجمہ اور شرح مکمل کی جو ماہنامہ سلطان الفقر میں دسمبر 2010ء سے دسمبر 2011ء تک شائع ہوتی رہی۔ آپ مدظلہ الاقدس کے اعلانِ محفل میلاد و عرس پاک پر عنبرین مغیث سروری قادری صاحبہ نے اس تصنیفِ مبارکہ کو کتابی شکل میں جمع کیا اور چند مزید اضافوں کے ساتھ اگست 2012ء میں دن رات کی انتھک محنت سے مکمل کیا جسے سلطان الفقر پبلیکیشنز لاہور نے اگست 2012ء میں ہی خوبصورت کتابی شکل میں شائع کیا۔

سلطان الوھم (کلاں وخورد):

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیفِ لطیف ہے۔ خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری مدظلہ الاقدس کے حکم واجازت پر حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری نے اس نایاب اور اہم کتاب کا ترجمہ کیا جو ماہنامہ سلطان الفقر میں شائع ہوتا رہا۔ سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کے اعلانِ محفل پر حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری صاحب نے بھی سلطان الوھم (کلاں وخورد) کو حتمی شکل دیتے ہوئے ضروری مقامات پر حواشی لگائے اور مسودہ سلطان الفقر پبلیکیشنز کے حوالے کر دیا جسے ادارہ نے اگست 2012ء ہی میں مضبوط جلد بندی کی صورت میں شائع کر دیا۔

سوانح حیات سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی ؒ

محفل پاک کے سلسلہ میں سب سے اہم کتاب'' جو کہ خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی تصنیف وتالیف ہے اور آپ مدظلہ الاقدس کی تصنیفِ مبارکہ ''مجتبیٰ آخر زمانی'' کا اہم حصہ ہے۔ سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے عرس پاک کے موقع پر آپ ؒ کے محبین اور سلسلہ سروری قادری سے منسلک لوگوں کے لیے ایک یادگار تحفہ ہے۔ جب آپ مدظلہ الاقدس نے اس کتاب کی اشاعت کی اجازت عطا فرمائی تو سلطان الفقر پبلیکیشنز نے اسے اشاعت کے لیے بھیج دیا مگر ٹائٹل کی تیاری کے لیے ادارہ سلطان الفقر پبلیکیشنز سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی ؒ کے دربار کے تعمیراتی کام کے مکمل ہونے کا انتظار کرتا رہا۔ 27 رمضان المبارک 1433ھ بروز جمعرات دربار پاک کا کام اللہ کے فضل وکرم سے مکمل ہو گیا تو مزار مبارک کی تصاویر حاصل کر کے کتاب کا ٹائٹل تیار کیا گیا۔

تمام مصنفین نے دن رات محنت کے بعد کتب کو مکمل کیا جس کے بعد نگران سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) ناصر حمید سروری قادری اور معاون احسن علی سروری قادری نے انتھک محنت سے 30 دن کے اندر ان کتب کی کمپوزنگ اور ڈیزائننگ اور پرنٹنگ کو حتمی طور پر اس طرح مکمل کیا کہ پروگرام سے پانچ روز قبل یہ تمام کتب تیار ہو کر مرکزی دفتر سلطان الفقر ہاؤس میں موجود تھیں۔

اس کے علاوہ سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) نے سلطان الصابرین حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ ؒ، شہبازِ عارفاں سیّد محمد بہادر علی شاہ ؒ، سلطان الاولیاء سلطان محمد عبدالعزیز ؒ، سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی ؒ کی تصاویر اور خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کے خوبصورت پوسٹرز اور تصاویر بھی شائع کیں۔

سلطان الفقر ڈیجیٹل پروڈکشن:

تحریک دعوتِ فقر کے شعبہ سلطان الفقر ڈیجیٹل پروڈکشن نے بھی محفل میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور عرس پاک کے پروگرام کے حوالے سے اپنے کام کا آغاز کیا اور اس سلسلہ میں تحریک دعوتِ فقر کے مرکزی نعت خواں محمد ساجد سروری قادری کی خوبصورت آواز میں سلسلہ سروری قادری کے مشائخ کا عارفانہ کلام اور کلامِ اقبالؒ ریکارڈ کیا گیا۔ یہ کام اس شعبہ نے 20 دن کے مختصر عرصہ میں بہترین اور ماہرانہ انداز میں انجام دیا۔

عارفانہ کلام میں سلسلہ سروری قادری کے شیخ سلطان الصابرین حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ ؒ کے کلام

چشمہ کھلیا نور حقانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی

اور

نور اللہؒ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاھانی
پیر عبداللہ شاہ گل کھڑیا باغوں شاہ جیلانیؒ

اور شہبازِ عارفاں حضرت سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی ؒ کا کلام

۱) پاک کر ظلماتِ عصیاں سے الٰہی دل میرا
۲) بنام اللہ سنو فریاد یا محبوب سبحانی ؒ

کو پہلی بار خوبصورت انداز میں ریکارڈ کیا گیا۔ اور اقبالؒ کے درج ذیل منتخب کلام کو ریکارڈ کیا گیا:۔

۱) لوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجود الکتاب
۲) ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
۳) دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
۴) کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
۵) نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے
۶) لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی

۷) زمانہ آیا ہے بے حجابی کا، عام دیدار یار ہوگا

شعبہ سلطان الفقر ڈیجیٹل پروڈکشن نے یہ دونوں سی ڈیز تیار کر کے سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) کے حوالہ کیں تاکہ محفلِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور عرس پاک کے موقع پر سٹال پر موجود ہوں۔

انتظامی امور بسلسلہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وعرس پاک

خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کے اعلانِ عرس پاک پر تحریک دعوتِ فقر کے شعبہ دعوت نے پاکستان کے طول وعرض میں طالبانِ مولیٰ، مریدین ومحبین کو اس محفل پاک میں شرکت کی دعوت دینے کا آغاز کیا۔اس کام کے لیے بذریعہ ڈاک بھی تمام ملک میں دعوت نامے ارسال کر دیئے گئے اور اس کے ساتھ ساتھ ٹیلی فونک رابطے کے ذریعے بھی بہت سے مریدین ومحبین کو اس محفل پاک کی اہمیت سے آگاہ کر کے انہیں شرکت کی دعوت دی گئی۔جس کے بعد پورے پاکستان سے مریدین ومحبین نے محفل پاک میں شرکت کے لیے رابطے شروع کر دیئے۔

شعبہ دعوت کے مرکزی انچارج مفتی محمد فاروق ضیاء سروری قادری صاحب نے بھی احمد پور شرقیہ، اوچ شریف اور گردو نواح میں خصوصی طور پر دعوتِ فقر کے کام کا آغاز کر دیا۔

تحریک دعوتِ فقر کے زیرِ اہتمام ہونے والے اب تک کے تمام پروگرام ہمیشہ مرکزی دفتر وخانقاہ سلسلہ سروری قادری میں منعقد کیے گئے۔لیکن اس بار پہلی مرتبہ محفل میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وعرس پاک سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا انعقاد دربارِ عالیہ سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ بمقام فتانی چوک احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور میں تھا۔اس محفل پاک میں پاکستان بھر سے مہمانوں کی آمد یقینی تھی اس لیے خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے تحریک دعوت فقر کے منتظم اعلیٰ محمد نوید شوکت سروری قادری صاحب، صدر محمد مغیث افضل سروری قادری صاحب اور جنرل سیکریٹری محمد اسد خان سروری قادری صاحب کو محفل پاک کے انتظام کی ڈیوٹی سونپتے ہوئے ہدایت کی کہ انتظاماتِ محفل کو بروقت اس طرح حتمی شکل دیں کہ آنے والے مہمانوں کو کسی بھی قسم کی تکلیف نہ ہو اور شعبہ سکیورٹی کے سربراہ محمد اکرم عزیز سروری قادری کو شعبہ سکیورٹی کو منظم کرنے کی ذمہ داری تفویض کی۔

منتظم اعلیٰ محمد نوید شوکت سروری قادری صاحب نے اپنی مرکزی ٹیم اور علاقائی سطح پر نعیم حسین سروری قادری (اوچ شریف)، اُن کے رفقاء اور علاقائی تحریکی کارکنان کے ہمراہ اس اہم ترین تقریب کے انتظامات کو احسن طریقے سے سرانجام دیا کہ محفل پاک کے اختتام پر خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس اور پاکستان بھر سے آنے والے تمام مہمانوں نے محفل پاک کے حسنِ انتظام اور کامیابی پر انہیں مبارک باد پیش کی۔

محفلِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور عرس پاک پر قافلوں کی آمد

لاہور:

محفل میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وعرس پاک سلطان التارکین سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے سب سے پہلا قافلہ 31 اگست 2012ء بروز جمعتہ المبارک صبح 07:30 بجے بمقام مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ لاہور سے روانہ ہوا جس میں خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس اور ان کے قریبی ساتھی شامل تھے۔

دوپہر 12 بجے آپ مدظلہ الاقدس میاں چنوں پہنچے جہاں چوہدری محمد اصغر علی سروری قادری صاحب کی دعوت پر آپ مدظلہ الاقدس نے ساتھیوں کے ہمراہ دوپہر کا کھانا تناول فرمایا اور مریدین سے ملاقات کی۔اس کے بعد یہ قافلہ احمد پور شرقیہ کے لیے روانہ ہوا اور راستے میں نماز اور چائے کے وقفے کے لیے رکنے کے بعد قبل از نمازِ مغرب دربار پاک سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ پر پہنچا جہاں اوچ شریف کے مقامی ساتھیوں نے آپ مدظلہ الاقدس کا والہانہ استقبال کیا۔آپ مدظلہ الاقدس ساتھیوں سے گلے ملے۔اس کے بعد پہلے آپ مدظلہ الاقدس نے تنہا دربار پاک پر حاضری دی اور پھر ساتھیوں کے ہمراہ فاتحہ خوانی کے بعد آپ مدظلہ الاقدس نے دربار پاک کے تعمیراتی کاموں کا بغور جائزہ لیا۔اس کے بعد آپ مدظلہ الاقدس حاجی محمد طارق سروری قادری کے ہمراہ اُن کی گاڑی میں اُوچ شریف چوہدری عبدالرزاق سروری قادری صاحب کے گھر تشریف لے گئے جہاں مریدین نے آپ مدظلہ الاقدس کا استقبال کیا۔

یکم ستمبر 2012ء بروز ہفتہ سلطان الفقر ہاؤس 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور سے 100 سے زائد افراد پر مشتمل قافلہ دو بڑی بسوں پر حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری اور محمد ندیم سروری قادری کی سربراہی میں احمد پور شرقیہ کے لیے روانہ ہوا جو بخیر وعافیت نمازِ مغرب سے کچھ دیر قبل دربار پاک سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ پر پہنچا جہاں ان تمام ساتھیوں نے سلطان التارکین سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دی اور باجماعت نمازِ مغرب ادا کی۔

یکم ستمبر 2012ء بروز ہفتہ خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے نمازِ مغرب ساتھیوں کے ہمراہ اوچ شریف میں ادا کی۔پھر سلسلہ سروری قادری کی روایات کے امین ومحافظ خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس ان روایات کو بقاودوام عطا کرتے ہوئے اوچ شریف سے مزار مبارک سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے غسل، چادر پوشی اور تاج پوشی کے لیے روانہ ہوئے۔

خادم سلطان الفقر مدظلہ الاقدس کی سربراہی میں محل پاک پر غسل، چادر پوشی اور تاج پوشی کی رسم

آپ مدظلہ الاقدس بعد نمازِ مغرب دربار پاک سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ پر تشریف لائے جہاں لاہور اور رحیم یار خان سے آئے ہوئے قافلوں اور مقامی ساتھیوں نے پھولوں اور تکبیر و رسالت کے نعروں کے ساتھ آپ مدظلہ الاقدس کا انتہائی پُرتپاک استقبال کیا۔ تمام ساتھیوں نے دست بوسی کا شرف حاصل کیا اور آپ مدظلہ الاقدس دربار پاک میں تشریف لے گئے۔ دربار پاک میں جگہ کم ہونے کے باعث چند ساتھی اندر اور باقی ساتھی مزار پاک کے دروازے کے سامنے صحن میں بیٹھ گئے۔ آپ مدظلہ الاقدس کی اجازت پر حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری نے سورۃ مزمل تلاوت فرمائی اور پھر محمد ساجد سروری قادری، حیدر علی سروری قادری اور وارث علی سروری قادری نے نعت شریف اور منقبت در شان سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ پڑھنا شروع کی۔ آپ مدظلہ الاقدس کی اجازت پر تربت مبارک سے تاج اور چادروں کو اتارا گیا۔ آپ مدظلہ الاقدس نے اپنے دستِ مبارک سے عرق گلاب اور آبِ زم زم ڈال کر غسل کا آغاز فرمایا۔ اس مبارک گھڑی میں آپ مدظلہ الاقدس کے چہرہ مبارک پر اسمِ اَللّٰہُ ذات کا نور اس قدر چمک رہا تھا کہ نظر بھر کر دیکھنے کی تاب نہ تھی۔ آپ مدظلہ الاقدس کے مزار مبارک پر تشریف لاتے ہی سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا نورانی فیض کھول دیا جس کو وہاں موجود ہر ساتھی نے اپنے قلب میں محسوس کیا۔ بہت سے ساتھیوں کے قلوب ذکر اَللّٰہُ سے جاری اور اُن کے انفاس ذکر اَللّٰہُ سے معطر ہو گئے اور اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ تربت مبارک کا غسل مکمل ہوا تو آپ مدظلہ الاقدس اور ساتھیوں نے تربت مبارک پر عطر لگایا اور دو خوبصورت اور قیمتی چادریں تربت مبارک پر چڑھائی گئیں۔ پھر تربت مبارک کے لیے بھائی محمد اسد خان سروری قادری کے تعاون سے خاص طور پر تیار کروائی گئی شنیل کی چادر جس پر اسم اَللّٰہُ ذات اور اسم مُحَمَّدْ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کندہ تھے اور دو مساوی لائنوں میں کلمہ طیب کندہ تھا، آپ مدظلہ الاقدس نے اپنے دستِ مبارک سے محترم رومان نوید سروری قادری صاحب اور صاحبزادہ مرتضیٰ نجیب سروری قادری کے ساتھ مل کر تربت مبارک پر انتہائی محبت و عقیدت سے چڑھائی۔ پھر آپ مدظلہ الاقدس کی اجازت پر محمد نوید شوکت سروری قادری صاحب اور محمد اسد خان سروری قادری صاحب نے نہایت خوبصورت تاج جس پر ستاروں سے اسمِ اَللّٰہُ ذات نقش تھا جس کے اردگرد سنہرے رنگ کے دلکش نگینے اور موتی جڑے ہوئے تھے، تربت مبارک کے سر مبارک کی جگہ پر رکھا۔

آخر میں آپ مدظلہ الاقدس نے اجتماعی دعا فرمائی اور قافلے کو اوچ شریف بھائی نعیم حسین سروری قادری کے گھر آنے اور ملاقات کرنے کا حکم دیتے ہوئے ساتھیوں سے اجازت لی اور اوچ شریف روانہ ہو گئے۔

اوچ شریف قافلے کی آمد اور قیام

لاہور سے آنے والے 100 سے زائد افراد کا یہ قافلہ رات 8:30 بجے اُوچ شریف پہنچا جہاں اس بابرکت قافلے کی میزبانی کا شرف خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی زیرِ نگرانی اس عاجز (محمد راشد سروری قادری)، بھائی نعیم حسین سروری قادری اور والد محترم چوہدری عبدالرزاق سروری قادری صاحب کو حاصل ہوا۔ آپ مدظلہ الاقدس نے تمام ساتھیوں سے فرداً فرداً ملاقات کی اور فرمایا:

''سلسلہ سروری قادری میں یہ روایت سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ سے لے کر اب تک چلی آ رہی ہے کہ جس سروری قادری شیخ کامل کا عرس پاک ہوتا ہے، عرس سے ایک روز قبل نمازِ مغرب کے بعد ان کی تربت مبارک کو غسل دے کر چادر اور تاج پوشی کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ اس لیے آپ ساتھیوں کو عرس پاک سے ایک روز پہلے آنے کی زحمت دی۔ اللہ کی راہ میں ایک رات کی مشکل برداشت کر لیں انشاء اللہ آپ لوگ جو بھی مراد لے کر آئے ہیں وہ پوری ہوگی''۔ آپ مدظلہ الاقدس نے مزید فرمایا:

''سلسلہ سروری قادری میں جو چادر اور تاج ایک سال تک مزارِ اقدس پر موجود رہتا ہے وہ اگلے سال اتار کر نئی چادر اور تاج پہنایا جاتا ہے اور پہلے والی چادر اور تاج کسی نہ کسی مخلص ساتھی کو تحفتاً عطا کر دیا جاتا ہے۔ ہم سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے باطنی حکم پر یہ تاج چوہدری عبدالرزاق سروری قادری صاحب کو عطا کرتے ہیں جو اُن کے لیے بابرکت ہے''۔ اور پھر آپ مدظلہ الاقدس نے وہ خاص چادر مبارک جس پر اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسم مُحَمَّدْ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور کلمہ طیبہ نقش تھا، بھائی نعیم حسین سروری قادری کو عطا کی اور نیچے کی دو سادہ چادروں میں سے ایک چادر شعبہ سکیورٹی کے سربراہ محمد اکرم عزیز سروری قادری کو شاندار خدمات پر عطا کی اور دوسری چادر بعد ازاں لاہور پہنچ کر تحریک دعوتِ فقر (شعبہ خواتین) کے جوہر ٹاؤن گروپ کو محل پاک کی تعمیر کے لیے شاندار مالی خدمات پیش کرنے پر عطا کی۔

محفلِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و عرس پاک سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ

2 ستمبر 2012ء، بروز اتوار صبح صادق سے ہی پاکستان کے مختلف شہروں اور قصبوں سے محفل پاک میں شرکت کے لیے آنے والے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی جہاں انتظامیہ نے

مہمانوں کے لیے پُرتکلف ناشتے کا اہتمام کیا ہوا تھا۔

محفل پاک میں آنے والے قافلوں کی تفصیل

محفل میلاد وعرس پاک میں آنے والا سب سے پہلا قافلہ جو ایک بس پر مشتمل تھا، شہبازِ عارفاں سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کے مہمانوں کا تھا جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے علاقہ اڈا قاسم آباد اور شورکوٹ سے بھائی نور تبسم سروری قادری کی قیادت میں پہنچا۔ اس قافلے نے 2 ستمبر 2012 بروز اتوار رات 2 بجے حضرت سخی سلطان پیر بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پاک پر حاضری دی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ سے باطنی اجازت لے کر احمد پور شرقیہ کے لیے روانہ ہوا اور بخیر و عافیت صبح 8 بجے دربار پاک سیّد عبداللہ شاہؒ پر پہنچا جہاں قافلوں کے استقبال کے لیے منتظمِ اعلیٰ نوید شوکت سروری قادری صاحب، محمد اسد خان سروری قادری صاحب، نعیم حسین سروری قادری صاحب اور مفتی فاروق ضیاء سروری قادری صاحب پہلے سے موجود تھے۔

خان پور: اس سلسلہ میں دوسرا قافلہ خان پور سے محمد ارشاد احمد سروری قادری اور شعیب الرحمٰن سروری قادری کی قیادت میں محل پاک پر پہنچا۔

لاہور: لاہور سے آنے والا قافلہ جو تقریباً 100 سے زائد افراد پر مشتمل تھا اور ایک رات قبل ہی احمد پور شرقیہ پہنچ چکا تھا، صبح 9 بجے کے قریب اوچ شریف سے دربار پاک سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ پر پہنچا اور تمام افراد نے مزار پاک پر حاضری کی سعادت حاصل کی۔

رحیم یار خان: عرس پاک کے حوالہ سے آنے والا چوتھا قافلہ رحیم یار خان سے محمد حسنین محبوب سروری قادری کی زیرِ صدارت ان کے رفقاء اور دوستوں کا تھا۔

اُوچ شریف: اُوچ شریف سے 50 افراد پر مشتمل ایک قافلہ تحریک دعوتِ فقر کے پرچم لہراتا ہوا انتہائی جوش و خروش کے ساتھ دربار پاک پر پہنچا جس کی قیادت حافظ محمد زاہد سروری قادری صاحب کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ اوچ شریف سے انفرادی طور پر کثیر تعداد میں ساتھیوں نے شرکت کی۔

میاں چنوں: میاں چنوں سے ایک قافلہ چوہدری محمد اصغر علی سروری قادری صاحب کی قیادت میں دربار پاک پہنچا۔

فیصل آباد: منڈی بچیانہ فیصل آباد سے ایک قافلہ 10 بجے کے قریب ڈاکٹر امجد علی سروری قادری کی قیادت میں محفل پاک میں شرکت کے لیے پہنچا۔

اس کے علاوہ پاکستان کے مختلف شہروں، اوکاڑا، ساہیوال، پتوکی، چونیاں، قصور، نارووال، سیالکوٹ، ملتان، بہاولپور، چشتیاں، کوئٹہ، ایبٹ آباد، میرپور سندھ، جہلم، کھاریاں، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور دیگر شہروں اور مقامی طور پر احمد پور شرقیہ سے بہت سے ساتھیوں نے محفل پاک میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

خادم سلطان الفقر
سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس
کی محفل پاک میں آمد

مرشد کامل اکمل خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس پروگرام کے مقررہ وقت کے مطابق صبح 09:30 پر اُوچ شریف سے احمد پور شرقیہ کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ مدظلہ الاقدس کی آمد سے قبل تمام شہروں سے آنے والے قافلے پنڈال میں آپ مدظلہ الاقدس کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ آپ مدظلہ الاقدس مقررہ وقت 10 بجے صبح دربار پاک سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ پر پنڈال میں داخل ہوئے تو تکبیر و رسالت کے نعروں سے فضا گونج اُٹھی۔ حیدر علی سروری قادری کی خوبصورت آواز میں صلوٰۃ و سلام سے فضا معطر تھی۔ آپ مدظلہ الاقدس نے گاڑی سے اترتے ہی ساتھیوں سے ملاقات کی اور پھر سیدھے پنڈال میں موجود سلطان الفقر پبلیکیشنز کے سٹال پر تشریف لے گئے جہاں آپ مدظلہ الاقدس نے سلطان الفقر پبلیکیشنز کی عرس پاک کے حوالے سے شائع کی گئی خصوصی کتب مرآۃ العارفین، سلطان الوھم، رسالہ روحی شریف اور سوانح حیات سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ نعتیہ و عارفانہ کلام کی سی ڈیز اور مشائخ سروری قادری کی تصاویر اور پوسٹرز کا جائزہ لیا اور سلطان الفقر پبلیکیشنز کے سٹال کے انچارج احسن علی سروری قادری کو فروخت کی اجازت عطا فرمائی۔

اس کے بعد آپ مدظلہ الاقدس مزار پاک میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر دیا گیا۔ آپ مدظلہ الاقدس نے کچھ دیر تنہا محل پاک پر حاضری دی اور جب دروازہ کھول کر باہر تشریف لائے تو خوشی سے آپ مدظلہ الاقدس کا چہرہ دمک رہا تھا۔ آپ مدظلہ الاقدس دربار پاک کے ساتھ ملحقہ مسجد کے صحن میں موجود خوبصورت سٹیج پر کچھ اس انداز سے رونق افروز ہوئے کہ درج ذیل قلبی التجاؤں کی تکمیل ہوگئی:۔

گئے وہ ایام، اب زمانہ نہیں ہے صحرا نوردیوں کا
جہاں میں مانندِ شمع سوزاں میانِ محفل گداز ہو جا

اور

نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا
بہت مدت سے چرچے ہیں تیرے باریک بینوں میں
تُو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
ترے پیمانے میں ہے ماہِ تمام اے ساقی!

نورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات آپ مدظلہ الاقدس کے سراپۂ اقدس پر نور کی لپٹوں کی مانند جگمگا رہا تھا۔ نور کا سیلاب تھا جو امڈا چلا آتا تھا اور تمام حاضرینِ محفل کے قلوب کو منور کر رہا تھا۔ آج حسنِ یار میں اس قدر ٹھہراؤ، سکون اور لطف تھا کہ نظر چہرۂ اقدس سے ہٹتی نہ تھی۔

آپ مدظلہ الاقدس نے موتیا رنگ کا نہایت قیمتی کرتہ اور سفید تہبند اور واسکٹ جس پر مختلف رنگوں کے نگینے جڑے ہوئے تھے، پہنا ہوا تھا۔ سرِ اقدس پر سفید شملے والی دستارِ فقر تھی جو آپ مدظلہ الاقدس کی صورتِ فقر اور حسنِ ازلی کو چار چاند لگا رہی تھی۔ آپ مدظلہ الاقدس نے چند جان نثار ساتھیوں کو بلا کر اپنے ساتھ سٹیج پر بیٹھنے کا شرف بخشا۔

جنرل سیکریٹری تحریک دعوتِ فقر نقیبِ محفل محمد اسد خان سروری قادری صاحب نے آپ مدظلہ الاقدس کی دست بوسی کا شرف حاصل کرتے ہوئے آغازِ محفل کی اجازت چاہی اور حمد و ثنا کے بعد پاکستان بھر سے آئے ہوئے مہمانوں اور شرکاء محفل کو میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارکباد پیش کی۔ پھر محمد اسد خان سروری قادری صاحب نے سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا تعارف کروانے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر میں اعلیٰ ترین مقام بیان کرنے کے بعد محل پاک کی تعمیر اور انعقادِ محفل کے حوالہ سے سجادہ نشین دربار پاک شمس الحق صاحب اور سجادہ نشین دربار پاک پیر عبدالغفور شاہ محمد ایوب قریشی صاحب اور مقامی ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد محفل پاک کا باقاعدہ آغاز کرتے ہوئے تلاوتِ قرآن پاک کے لیے حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری کو دعوت دی گئی۔ حماد الرحمٰن سروری قادری صاحب نے انتہائی خوش الحانی سے تلاوتِ قرآن پاک کی سعادت حاصل کی۔

تلاوتِ قرآن پاک کے بعد محمد اسد خان سروری قادری صاحب نے تحریک دعوتِ فقر کے مرکزی نعت خواں محمد ساجد سروری قادری، حیدر علی سروری قادری اور ڈاکٹر امجد علی سروری قادری کو بارگاہِ رسالت مآب میں قصیدہ بردہ شریف کا نذرانہ پیش کرنے کی دعوت دی جنہوں نے عربی، اردو اور سرائیکی زبان میں دل سوز انداز میں قصیدہ بردہ شریف پیش کیا اور اہلِ محفل کے سینوں میں موجود عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تازہ کیا۔

❁ اس کے بعد محمد ساجد سروری قادری نے بارگاہِ رسالت میں نعت شریف کا ہدیہ پیش کیا۔

جب بنائی تیری صورت پھر وہی اچھی لگی
ہر ادا تیری خدا کو یا نبیؐ اچھی لگی
کیوں نہ بنتی ایک نمونہ ساری دنیا کے لیے
خالقِ اکبر کو تیری زندگی اچھی لگی

اس کے بعد نقیبِ محفل محمد اسد خان سروری قادری صاحب نے تحریک دعوتِ فقر کا مشن بیان کرتے ہوئے کہا:

''عزیز ساتھیو! تحریک دعوتِ فقر خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی زیرِ قیادت اُس مشن کو لے کر چلی ہے جس کو سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے عوام الناس تک پہنچانے کے لیے دن رات جدوجہد کی۔ حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس اپنے مرشد پاک کی بارگاہ میں کامیاب ٹھہرے اور امانتِ فقر کا حامل ہونے کے بعد اپنے مرشد کے مشن اور اُن کی شان کو بیان کرنے کے لیے کوشاں ہوئے۔

ثابت صدق تے قدم اگیرے تاں رب لبھیوے ھُو
لوں لوں دے وچ ذکر اَللّٰہ دا ہر دم پیا پڑھیوے ھُو

❁ پھر مفتی محمد فاروق ضیاء سروری قادری صاحب نے حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں ایک گھنٹہ تیس منٹ کی جامع تقریر قرآن وسنت اور فقراء کاملین کی تعلیمات کی روشنی میں بیان کی جس میں انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میراثِ فقر کے ہر گوشے پر انتہائی تفصیل سے روشنی ڈالی۔

❁ اس کے بعد محمد ساجد سروری قادری کی ہمراہی میں حیدر علی سروری قادری اور وارث علی سروری قادری نے سلطان الصابرین حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی وہ منقبت جو انہوں نے اپنے مرشد پاک سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ کی شان میں لکھی، اس دلنشین انداز میں پڑھی کہ اہلِ محفل داد دیے بغیر نہ رہ سکے۔ دورانِ منقبت اہلِ محفل قطار در قطار خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی دست بوسی کا شرف حاصل کرتے رہے۔ منقبت کے چند مصرے درج ذیل ہیں

چشمہ کھلیا نور حقانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی
احمد پور وچ نور برسدا
جتھے شاہ عبداللہؒ وسدا
واقف لوح قلم تے مسدا
ہے وچ ملک بہاول خانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی
طالب صادق سالک آون
لین مراداں جھولی پاون
کر تلقین تے راہ وکھاون
کھول سناون راز نہانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی

❁ محمد اسد خان سروری قادری صاحب نے حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری صاحب کو دعوت دی کہ وہ سٹیج پر آئیں اور سیّد محمد عبداللہ شاہؒ کی مختصر مگر جامع سوانح حیات اہلِ محفل کے گوش گزار کریں۔ حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری نے آپؒ کی حیات پاک کے مختلف گوشوں سے نقاب کشائی کرتے ہوئے اہلِ محفل کے سامنے آپؒ کی حیات و تعلیمات کو یوں بیان فرمایا:-

نہایت ہی واجب الاحترام معزز سامعین کرام السلام علیکم!

آج کے اس پُرنور دن یعنی عرس مبارک سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے موقع پر میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ کی ذاتِ بابرکت کو سمجھنے اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) سورۃ البقرہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ (البقرہ۔268)

ترجمہ: شیطان تمہیں فقر سے روکتا ہے اور بے حیائی کی دعوت دیتا ہے۔

اس آیت مبارکہ کا اگر ہم بغور مطالعہ کریں تو ہم اس بات کو

جان لیں گے کہ شیطان لعین جو حضرت انسان کا ازلی دشمن ہے وہ ہمیں فقر سے روکتا ہے اور فقر سے روکنے کے لیے وہ اپنا ہر ہتھکنڈا استعمال کرتے ہوئے ہمیں فواحش اور غیر ماسوئی اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہے تاکہ ہم اپنے اصل مقصد حیات سے بے بہرہ رہیں۔ فقر کیا ہے؟ ایک حدیث مبارکہ ہے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ ترجمہ: ''فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے'' یعنی جو بھی فقر تک پہنچا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوگیا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فقر کے بارے میں فرماتے ہیں

فقر عین ذات پاک است

یعنی فقر عین اللہ کی ذات ہے

یعنی فقر اللہ کی ذات ہے، جو فقر تک پہنچ گیا وہ عین اللہ تک پہنچ گیا۔ ایک اور حدیث مبارکہ ہے اَلْفَقْرُ کَنْزٌ مِّنْ کُنُوْزِ اللّٰہِ تَعَالٰی ترجمہ: ''فقر اللہ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے''۔ یعنی جو فقر کو پالیتا ہے وہ انسانِ کامل کے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے۔ سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ انسانِ کامل ہیں اور سلسلہ سروری قادری کے 26ویں امام کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ چونکہ فقر متاعِ مصطفیؐ است (فقر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وراثت ہے) اسی لیے جس نے فقر کو حاصل کر لیا حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا باطنی وارث ہوگیا۔ فقرا کاملین کے نزدیک اس فقر سے مراد وہ امانتِ الٰہیہ ہے جس کا ذکر کلامِ الٰہی کی سورۃ احزاب میں ملتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ

ترجمہ: ہم نے بارِ امانت کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا سب نے اس کو اٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اٹھالیا۔ (الاحزاب۔72)

یہی وہ امانت فقر تھی جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے نائبین کو عطا فرمائی اور اسی امانت فقر کو اپنا حقیقی ورثہ فرمایا اور اپنے بعد آنے والے اپنے باطنی اور حقیقی وارثین کو عطا فرمایا۔

فقر اور امانتِ الٰہیہ یا امانتِ فقر کے بارے میں جاننے کے بعد آپ ضرور یہ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ نعمت فقر کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ وہ کونسا طریقہ ہے جس پر عمل کرنے سے ہمیں یہ نعمت فقر حاصل ہو سکتی ہے؟

اس سوال کا جواب جاننے کے لیے ہمیں سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کا بغور مشاہدہ کرنا پڑے گا۔

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی سوانح حیات ''سلطان الفقر پبلیکیشنز'' کے سٹال پر موجود ہے۔ آپ اس نایاب تصنیف کو لے کر پڑھیں۔ اس سوانح حیات کا ہر ایک پہلو راہِ فقر کے سالکوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

وقت کی کمی کی وجہ سے سلطان التارکین کی تمام سوانح حیات بیان کرنا ناممکن ہے لیکن سلطان التارکین کی حیات مبارکہ کے چند پہلوؤں پر گفتگو کریں گے تاکہ حقیقتِ فقر اور امانتِ فقر کو آسانی سے سمجھ سکیں اور ہمارے ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کے جوابات مل سکیں۔

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ 29 رمضان المبارک 1186ھ (24 دسمبر 1772ء) جمعتہ المبارک کی شب مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ والد کی طرف سے حسنی سیّد ہیں اور آپؒ کا شجرہ نسب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔ آپؒ اپنی والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی سیّد ہیں۔ آپؒ کا لقب ''سلطان التارکین'' ہے جو آپؒ کو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عطا ہوا۔ باطنی طور پر حضور غوث الاعظم حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ آپؒ کو ''شاہ صاحب'' کے نام سے مخاطب فرماتے ہیں۔

سلطان التارکین کو حضرت سخی سلطان باھو سے امانت فقر عطا ہوئی اسی لیے آپؒ کو سخی سلطان کا لقب عطا ہوا۔ مدنی مدینہ کی وجہ سے اور جیلانی نسب کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

معزز سامعین کرام!

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے بچپن میں ہی تقریباً 12 سال کی عمر میں کلام پاک قرآن مجید کو اپنے دل میں محفوظ کر لیا تھا۔ قرآن پاک حفظ کرنے کے باوجود سلطان التارکین کی طبیعت میں بہت بے چینی تھی۔ یہ بے چینی وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ آپؒ جتنی دیر عبادت میں مصروف رہتے دل کو سکون رہتا مگر جیسے ہی نماز اور تلاوت سے فارغ ہوتے بے چینی پھر شروع ہو جاتی اور بے سکونی دل پر چھا جاتی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے نانا حضرت سیّد زکی الدینؒ کے محبوب تھے۔ ایک دن آپؒ کے نانا نے جنت البقیع میں لے جا کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کو سیّدہ کائنات حضرت بی بی فاطمتہ الزہراؓ اور حضرت امام حسنؓ کے سپرد فرمایا اور عرض کی ''آپ کی جد ہے اور اس غریب الوطن کا نواسہ ہے میرے بعد اس کا خیال رکھنا''۔ پھر آپؒ کے نانا آپؒ کو لے کر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''اے آقا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نواسہ ہے اس کو آپ کے حوالہ کر رہا ہوں اسے اپنی وراثت سے محروم نہ رکھنا''۔ اگلے ہی دن بوقتِ فجر آپؒ کے نانا کا وصال ہوگیا۔

سلطان التارکین ابھی 26 سال کے ہوئے تھے کہ آپؒ کے والد کا بھی وصال ہوگیا۔ اس دوران سلطان التارکین کی باطنی کیفیت تیزی سے بدل رہی تھی۔ آپؒ کا دل اپنے والد کے کاروبار سے اُٹھ چکا تھا۔ آپؒ اکثر و بیشتر ویرانوں میں نکل جاتے، بے سکونی کے عالم میں اتنا بھاگتے کہ مدینہ سے کئی میل دور نکل جاتے اور اپنے پاؤں مبارک لہولہان کر لیتے۔ آپؒ کی اس کیفیت کی وجہ سے لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو دیوانہ اور مجنون سمجھتے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فقر یعنی عین اللہ پاک کی ذات کی طلب میں بے قرار ہو کر عرب کی گرم ریت اور آگ برساتے سورج میں دوڑتے، پیدل مدینہ سے مکہ پہنچ جاتے، کعبۃ اللہ میں معتکف رہتے، دن اور رات دیوانہ وار طواف کرتے،

دیوارِ کعبہ کے ساتھ گریہ زاری کرتے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے۔ غارِ حرا اور غارِ ثور میں ہفتوں بھوکے پیاسے معتکف رہتے تھے۔ آپ ؒ کے والد کے وصال کے بعد 9 سال اسی طرح گزر گئے اور پھر آخر کار حضرت خضر علیہ السلام سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا ''اپنے نانا سے وراثت طلب کرو'' آپ ؒ نے فرمایا ''میرے نانا کا وصال ہو چکا ہے میرے نانا اور والد کی وراثت میرے ماموں کے پاس ہے اور مجھے اس سے کوئی غرض نہیں''۔ حضرت خضر علیہ السلام نے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا ''میں آپ کے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کی وراثتِ فقر کی بات کر رہا ہوں''۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ''جا کر اپنے نانا کے قدموں میں بیٹھ جاؤ اور جب تک وراثتِ فقر عطا نہ کریں مسجدِ نبوی سے باہر نہ نکلنا خواہ موت آجائے''۔ اس وقت سلطان التارکین کی عمر مبارک 40 سال تھی جب آپ ؒ وراثتِ فقر کے حصول کے لیے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں جا کر حاضر ہوگئے۔

اس واقعہ سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ فقر حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وراثت ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ وراثت کیسے عطا ہوتی ہے؟ اس کے مختارِ کُل حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں تو یہ وراثتِ فقر عطا کرنے کی ڈیوٹی کس کی لگائی گئی ہے اور تیسرا سوال یہ کہ قیامت تک یہ فقر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے کہاں سے عطا ہوگا؟ ان سوالات کے جوابات بھی ہمیں سلطان التارکین کی حیاتِ مبارکہ سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے روضۂ رسول پہ 6 سال زائرین کی خدمت کی اور بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں فقر کی التجا کرتے رہے۔ 6 سال کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا ''اس خدمت کے بدلے کیا چاہتے ہو؟ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانتے ہیں کہ یہ غلام فقر چاہتا ہے'' اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''فقر کے لیے تجھے ہند سلطان العارفین سخی سلطان باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) کے پاس جانا ہوگا''۔ جب سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہوئے تو بہت حیران اور پریشان ہوئے کہ رشد و ہدایت کا منبع تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود ہیں پھر مجھے حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے پاس کیوں بھیجا جا رہا ہے؟ لہٰذا دوبارہ خدمت اور غلامی کا سلسلہ شروع فرما دیا۔ مزید (6) چھ سال کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیدار سے مستفید فرمایا اور پھر پوچھا کہ اس خدمت کے بدلے میں کیا چاہتے ہو؟ تو آپ ؒ نے فرمایا کہ ''یہ غلام فقر چاہتا ہے''۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''فقر تجھے سخی سلطان باھُو (ؒ) سے ہی ملے گا''۔ اس مرتبہ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تو اس علاقے کی زبان، رسم و رواج، رہن سہن اور کھانے پینے تک سے ناواقف ہوں'' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ہم تجھے اپنے محبوب شیخ عبدالقادر جیلانی (ؒ) کے سپرد کرتے ہیں تمہاری تربیت کرنا اور وہاں تک پہنچانا اب اُن کی ذمہ داری ہے''۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہوئے اور 12 سالہ خدمت و غلامی کے بعد بغداد کا رُخ کیا اور سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے محلِ پاک پر تشریف لے گئے۔

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی باطنی تربیت فرمائی اور پھر اپنے فرزند حضرت شیخ سیّد عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ ''یہ اب آپ کا فرزند ہے'' اور سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو حکم فرمایا کہ ''ہر شیخ سے ترتیب سے ملتے ہوئے ہمارے محبوب سخی سلطان باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ وہی تمہاری منزل ہے اور وہیں سے تمہیں فقر ملے گا اور امانتِ الٰہیہ (امانتِ فقر) منتقل ہوگی''۔

سلطان التارکین نے اپنے سفر کا آغاز کیا اور سلسلہ در سلسلہ تمام سروری قادری مشائخ سے تربیت لیتے ہوئے 12 ربیع الاول 1241ھ (24 اکتوبر 1825ء) سوموار کے دن آپ ؒ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے اور دیکھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ مزار سے باہر تشریف فرما ہیں اور انتظار میں ہیں۔ سلطان التارکین حضرت سخی سلطان محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ نے جب سلطان العارفین کے چہرۂ اقدس کو دیکھا تو سلطان التارکین پہ رازِ پنہاں آشکار ہو گیا۔ سلطان التارکین نے دیوانہ وار مجذوبیت میں سلطان العارفین کے گرد چکر لگانا شروع کر دیئے اس پہ سلطان العارفین ؒ نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک سلطان التارکین کے گھٹنوں پہ مارے جس سے سلطان التارکین ؒ بیٹھ گئے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ امیر الکونین میں فرماتے ہیں کہ ''میں 30 سال تک اس طالب حق کی تلاش میں رہا جس کو وہاں تک پہنچاؤں جہاں میں ہوں (یعنی امانتِ فقر عطا کروں) لیکن مجھے ایسا طالبِ حق نہ مل سکا''۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے امانتِ فقر اپنے بعد کسی کو منتقل نہ کی تھی اور اس لائق طالبِ مولیٰ کے انتظار میں تھے جسے یہ امانت منتقل فرماتے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم واجازت سے سلطان العارفین کے وصال کے 139 سال بعد امانتِ فقر سلطان التارکین کو منتقل ہوئی اور سلطان العارفین سے فقر کی امانت لینے کے بعد سلطان التارکین سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی ؒ سلسلہ سروری قادری کے چھبیسویں شیخِ کامل ہیں۔

معزز سامعین کرام! سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی ؒ کی حیاتِ اقدس سے ہمیں اس بات کا علم ہوتا ہے کہ امانتِ فقر ''وقت کے امام'' انسانِ کامل سے ہی عطا ہوتی ہے۔ اس لیے فقر تک پہنچنے کے لیے اپنے زمانہ کے انسانِ کامل تک پہنچنا ضروری ہے۔ انسانِ کامل تک پہنچنا ہی کامیابی ہے جو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر و تصور عطا کرتا ہے، جس کی نظر ہی کیمیا ہوتی ہے اور جس کی صحبت سے تزکیۂ نفس اور تصفیہ قلب ہوتا ہے۔ سلطان التارکین سیّد محمد عبداللہ شاہ ؒ نے حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ

سے امانتِ فقر حاصل کی اور اس امانت کو اپنے طالب صادق پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو منتقل کیا۔ پیر عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے امانتِ فقر شہباز عارفاں سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ اور ان سے سلطان الاولیا، سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ اور پھر سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچی۔ سلطان الفقر ششم نے یہ امانتِ فقر میرے مرشد کریم، میرے ہادی، میرے رہبر و رہنما، میرے سرمایۂ حیات حضرت سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کو مدینہ منورہ میں بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں عطا کی اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کے فیض کو عام کرنے کا حکم دیا۔

معزز سامعین کرام! آج سلسلہ سروری قادری کے اکتیسویں شیخ میرے مرشد، میرے ہادی، میرے رہبر و رہنما حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس ہمارے درمیان موجود ہیں۔ آئیں تحریک دعوتِ فقر میں شامل ہو کر راہِ فقر پر چلیں۔ انسانِ کامل کی نگاہِ کرم سے اپنا تزکیہ نفس کروائیں۔ شیطان کی تمام رکاوٹوں کو اپنی ہمت سے توڑ ڈالیں اور راہِ فقر اختیار کریں۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فقر کو سمجھنے اور فقر پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تقریب کے اختتامی لمحات میں محمد ساجد سروری قادری نے سیّد محمد عبداللہ شاہؒ کی شان میں منقبت پیش کی۔

نور اللہ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاہانی
پیر عبداللہ شاہؒ گل کھڑیا باغوں شاہ جیلانیؒ

شاہ خوباں محبوباں دا ہادی ہے لاثانی
شمس قمر تے لیل قدر سبھ ویکھ رہن حیرانی
عارف کامل خاص مکمل صاحب عین عیانی
ہے مشتاق جمال اللہ نے جان کرن قربانی
نور اللہ کر آیا تجلی جوڑ شکل شاہانی
پیر عبداللہ شاہؒ گل کھڑیا باغوں شاہ جیلانیؒ

آخر میں حافظ زاہد اقبال سروری قادری اور ذوالفقار علی سروری قادری نے ختم شریف پڑھا۔ خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے خصوصی طور پر دعا فرماتے ہوئے فقر کی نعمت کو مردوں کے علاوہ دورِ حاضر میں خواتین اور نوجوان نسل کے لیے عام کرنے کی بارگاہِ ربّ العزت میں دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ مدظلہ الاقدس نے اہلِ محفل کے ہمراہ نمازِ ظہر باجماعت ادا کی اور آخر میں آپ مدظلہ الاقدس کی ہدایت پر خصوصی طور پر تیار کیا گیا لنگر اہلِ محفل کو پیش کیا گیا۔

بعد ازاں احمد پور شرقیہ، اوچ شریف اور پاکستان کے مختلف علاقوں سے آنے والے طالبانِ مولیٰ کی درخواست پر آپ مدظلہ الاقدس نے انہیں بیعت فرما کر اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر و تصور کے ساتھ مشقِ مرقومِ وجودیہ کی اجازت عطا فرمائی۔ اس کے علاوہ بے شمار لوگوں نے بغیر بیعت کے آپ مدظلہ الاقدس سے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر و تصور حاصل کیا۔

دستار بندی: خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے چار حضرات چوہدری عبدالرزاق سروری قادری، نعیم حسین سروری قادری، حاجی محمد قیوم سروری قادری (اوچ شریف سے) اور آرٹسٹ و نقاش ذاکر حسین سروری قادری (لاہور سے) کو اسٹیج پر بلا کر اہلِ محفل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پاک کی تعمیر جو آپ کو نظر آ رہی ہے یہ مئی 2012ء سے شروع ہو کر چند روز قبل مکمل ہوئی

بقیہ: عرس پاک سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ

محترمہ میمونہ سروری قادری نے اس عرس پاک کے موقع پر تحریک دعوتِ فقر کی ویب سائٹ کے آغاز اور افتتاح پر مرشد پاک مدظلہ الاقدس اور ویب سائٹ سے منسلک تمام مریدین کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے محفل کے اختتام کی اجازت چاہی۔

آخر میں محترمہ بی بی صاحبہ نے دعا فرمائی اور محفل میں کی گئی تلاوتِ کلامِ پاک اور پیش کیے گئے تمام ہدایہ کو مرشد پاک سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی وساطت سے بارگاہِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پیش کر دیا۔ درود و سلام و ختم شریف کے بعد یہ پُرنور محفل اپنے اختتام کو پہنچی۔

حاضرینِ محفل میں سلطان الفقر ششم رحمتہ اللہ علیہ کے عرس کے خاص موقع پر خصوصی طور پر تیار کروایا گیا انتہائی پُرتکلف اور لذیذ لنگر تقسیم کیا گیا جس کے متعلق خواتین کا کہنا تھا کہ اس میں مرشد پاک سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کا اپنے مرشد پاک کے لیے شدید عشق جھلک رہا ہے۔

لنگر تناول کرنے کے بعد خواتین مرشد پاک کی زیارت اور صحبت سے مستفید ہونے کے لیے ان کا انتظار کرنے لگیں۔

جب مرشد پاک خانقاہ سروری قادری سے محفل عرس پاک ختم ہونے کے بعد تشریف لائے تو تمام خواتین کے سروں پر دستِ شفقت رکھ کر انہیں دعا دی۔ مرشد پاک کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا اور نورِ سلطان الفقران کے مبارک چہرہ سے عیاں تھا۔ خواتین نے انہیں عرس پاک اور ویب سائٹ کے افتتاح کی مبارک باد پیش کی۔ مرشد پاک نے فرداً فرداً سب کی خیریت دریافت فرمائی۔ آپ مدظلہ الاقدس نے 21 ستمبر کے یومِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حوالے سے گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر شدید غیض و غضب کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ اس مسئلہ کا حل یہ ہے کہ مسلمان خود مضبوط ہوں، ترقی کریں اور متحد ہو جائیں تو کسی کی جرأت نہ ہو کہ ہمارے مذہب یا ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان کے خلاف ایک بھی ناپاک کلمہ کہنے کی جسارت کر سکے۔ آج دنیا میں ہماری کمزور حیثیت اور انتشار کے باعث ہی ان ملعونوں کو یہ جرأت ہوئی ہے۔ تمام مسلمان ممالک کو متحد ہو کر اقوامِ متحدہ سے توہینِ رسالت کے خلاف قانون پاس کروانا چاہیے کہ کسی بھی نبی خصوصاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کرنے والے کو سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ آئندہ کسی کو ایسی گستاخی کی جرأت نہ ہو۔

آپ مدظلہ الاقدس کے تشریف لے جانے کے بعد یہ نورانی فیض سے بھرپور محفل برخاست ہوگئی۔

ہے۔ اس تعمیر میں جن ساتھیوں نے خلوصِ دل سے دن رات ایک کر کے اسے مقررہ مدت میں مکمل کیا اور پھر اس تقریب کا انتظام کیا وہ سب ساتھی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ ہمارے لیے سب محبت کے لائق ہیں اور ہم ایک ایک کو دیکھ رہے ہیں اور ہمارے لیے سب پیارے ہیں لیکن چار شخص ایسے چنے گئے ہیں جنہوں نے چار مہینے لگاتار اپنا کاروبار نہیں دیکھا، اپنا گھر بار نہیں دیکھا، مزدوری نہیں دیکھی، انہوں نے دن رات، گرمی و دھوپ میں ٹھہر کر دربار پاک کو مکمل کیا۔ اس خدمت کے بدلے میں سیّد محمد عبداللہ شاہؒ کی طرف سے ان کے سر پر دستارِ فضیلت رکھی جا رہی ہے۔ اس کے بعد آپ مدظلہ الاقدس نے باری باری اپنے سرِ اقدس پر دستار باندھ کر چاروں ساتھیوں کے سر پر رکھی اور انہیں مبارک باد دی۔ پھر آپ مدظلہ الاقدس نے پاکستان کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے قافلوں سے فرداً فرداً ملاقات کی اور آخر میں دربار پاک کے اندر تشریف لے گئے اور سلام عرض کیا۔ پھر رخصت کے لیے اہلِ محفل سے اجازت لی۔

سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس محفل سے روانہ ہو کر اُوچ شریف تشریف لے گئے اور رات وہیں قیام فرمایا۔

سکیورٹی انچارج سے ایک ملاقات

آپ مدظلہ الاقدس نے روانگی سے قبل سکیورٹی انچارج محمد اکرم عزیز سروری قادری صاحب کو گلے سے لگایا اور ان کا اور اُن کی ٹیم کا احسن طریقے سے ڈیوٹی کی ادائیگی پر شکریہ ادا کیا۔

محمد اکرم عزیز سروری قادری صاحب تحریک دعوتِ فقر کے شعبہ سکیورٹی کے انچارج ہیں جو ماضی میں پاکستان کی اعلیٰ شخصیات کی سکیورٹی پر مامور رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے اسسٹنٹ محمد ذیشان سروری قادری اور سکیورٹی ٹیم کے ہمراہ مسلسل چار دن 31 اگست 2012ء سے 3 ستمبر 2012ء تک انتہائی جانفشانی اور ماہرانہ صلاحیتوں کے ساتھ دن رات جاگ کر اپنی ڈیوٹی اس احسن طریقے سے ادا کی کہ انتظامیہ کو محفل سے قبل، دورانِ محفل اور اختتامِ محفل کے بعد تک کسی بھی قسم کی پریشانی اور بدنظمی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ان میں سے چار سکیورٹی اہلکار ہمہ وقت خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کے ہمراہ رہے۔

اختتامِ محفل اور قافلوں کی روانگی

خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی محفل سے روانگی کے بعد ساتھیوں نے پنڈال میں موجود سلطان الفقر پبلیکیشنز کے سٹال کا رُخ کیا اور بڑی تعداد میں کتب، رسائل، پوسٹرز اور سی ڈیز خریدیں۔ پھر دربار پاک پر حاضری کے بعد اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس طرح یہ بابرکت روحانی محفل اختتام پذیر ہوئی۔

خادم سلطان الفقر مدظلہ الاقدس کی اُوچ شریف سے لاہور کے لیے روانگی

3 ستمبر کی صبح آپ مدظلہ الاقدس نے ساتھیوں کے ہمراہ ناشتہ کے بعد مقامی تحریکی کارکنان و مریدین سے ملاقات فرمائی۔ خواتین کی کثیر تعداد کو بیعت فرما کر ذکر و تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا فرمایا۔ آخر میں چوہدری عبدالرزاق سروری قادری صاحب کے اہلِ خانہ سے ملاقات کی اور دعائے خیر فرما کر رخصت کی اجازت لیتے ہوئے ساتھیوں کے ہمراہ 3 ستمبر بروز سوموار دوپہر 1 بجے احمد پور شرقیہ میں سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر الوداعی حاضری دی اور لاہور کے لیے روانہ ہو گئے۔

بقیہ: نورِ یقین

☆ اگر مرشد بلقائے الٰہی کر دے لیکن طالب اس پر یقین نہ کرے تو ایسا طالب عاقبت مردود ہے۔ اگر صاحبِ یقین ہے تو ایک دم بھی جدا نہیں ہوتا بلکہ انوارِ دیدار کے غلبات میں غرق رہتا ہے۔ (امیر الکونین)

بے یقین طالب کے متعلق حضرت سخی سلطان باھوُ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

☆ جس طالب کو پیر و مرشد کے پاس جا کر بھی بزرگوں کی تلقین پر یقین نہ آئے اور نفس امارہ اس کے وجود میں رقیب بن کر اس کی دشمنی پر کمربستہ رہے تو سب لوگ اس کو راہِ خدا سے محروم بے نصیب کہنے لگیں گے۔ دوست تو اس کے گھر میں ہے مگر وہ اندھا اس کو دیکھنے سے قاصر ہے۔ (عقل بیدار)

☆ اگر بے اخلاص اور بے یقین آدمی شب و روز دوگانہ ادا کرتا ہے تو وہ اپنی ذات کے لیے خود ہی حجاب بن جاتا ہے۔ کامل مرشد باطنی توفیق کے طریقہ سے مجلس محمدی ﷺ کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ اس حقیقت کو مردہ دل احمق کیسے جان سکتا ہے۔ اگرچہ وہ تمام عمر (کتابی) علم کے مطالعہ میں مصروف رہے۔ جان لو کہ مردود اور مرتد طالب جو کسی حال میں بھی اس بات پر یقین نہ کرے، پیر و مرشد کے کہنے پر بھی معرفت اللہ وصال اور حضوریٔ جمال پر اعتبار نہ کرے تو ایسے مردود اور مرتد طالب کی بیماری کا علاج کیا ہے؟ ایسے بے یقین بے دین کی شفاء حضوری سے مشرف لقاء باخدا ہونے میں ہے۔ اگر وہ یقین کے ساتھ دیکھے گا تو اپنے حال پر قائم رہ کر صاحبِ وصال ہو جائے گا ورنہ جذب خوردہ ہو کر معرضِ زوال یا طلبِ دنیا یا زن مرید یا نفس پرست یا خودنمائی میں مبتلا ہو جائے گا۔ راہِ فقر میں وہی شخص قدم رکھتا ہے جو اپنے پیر و مرشد کو اپنا وسیلہ اور یقین کو اپنا توشہ بنالیتا ہے۔ (عقلِ بیدار)

تصویری جھلکیاں





محفلِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اور عرس پاک

سلطان التارکین

حضرت سخی سلطان سید محمد عبد اللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

منعقد: 2-ستمبر 2012ء بروز اتوار (14-شوال 1433ھ)

بمقام: احمد پور شرقیہ

خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کے یکم-ستمبر 2012 کو دربار پاک پر غسل اور چادر پوشی کے لیے آمد کے وقت استقبال کے مناظر
















غسل، چادر پوشی اور تاج پوشی کے بعد مزار پاک کے مناظر





خادم سلطان الفقر مدظلہ الاقدس کی سربراہی میں مزار پاک پر غسل، چادر پوشی اور تاج پوشی کے مناظر
یکم۔ستمبر 2012 بروز ہفتہ بعد نمازِ مغرب



خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس چادر پوشی فرماتے ہوئے



خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس
غسل، چادر پوشی اور تاج پوشی کے بعد دعا فرماتے ہوئے



غسل، چادر پوشی اور تاج پوشی کے بعد حاضرینِ محفل کی دعا میں شمولیت

خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری مدظلہ الاقدس کے سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) کے سٹال پر آمد کے مناظر
2۔ستمبر 2012ء بروز اتوار

















سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) کے سٹال کے مناظر

خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری مدظلہ الاقدس
کی دربار پاک پر آمد کا منظر



خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری مدظلہ الاقدس سٹیج پر تشریف فرما ہیں





محمد ساجد سروری قادری اور اُن کے ساتھی حیدر علی سروری قادری، وارث علی سروری قادری
اور ڈاکٹر امجد سروری قادری قصیدہ بردہ شریف پڑھتے ہوئے



نقیب محمد اسد خان سروری قادری صاحب



مفتی محمد فاروق صاحب کا دورانِ بیان خوبصورت انداز



محمد ساجد سروری قادری سرورِ کائنات کے حضور
نعت شریف کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے

خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس سٹیج پر تشریف فرما ہیں







حاضرینِ محفل

خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس سروری قادری
سٹیج پر تشریف فرما ہیں



خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس سروری قادری
ختم شریف کے بعد دعا فرماتے ہوئے





ختم شریف کے بعد حاضرینِ محفل کی دعا میں شمولیت



محفل کے اختتام پر حاضرینِ محفل لنگر پاک تناول فرماتے ہوئے



درود وسلام کا منظر



درود وسلام کے بعد دعا کا منظر



لوگوں کے بیعت ہونے کا منظر



چوہدری عبدالرزاق صاحب کی دستار بندی کا منظر



نعیم حسین صاحب کی دستار بندی کا منظر



عبدالقیوم صاحب کی دستار بندی کا منظر



ذاکر حسین صاحب کی دستار بندی کا منظر



درود وسلام کے بعد حاضرینِ محفل کی کثیر تعداد کی دعا میں شمولیت



خادم سلطان الفقر مدظلہ الاقدس کی عرس پاک پر آمد کا منظر



سکیورٹی گارڈ اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے



خادم سلطان الفقر مدظلہ الاقدس کی روانگی کا منظر

تحریک دعوتِ فقر (شعبہ خواتین) کی محفل کی رپورٹ

(بمقام لاہور)

رپورٹ محترمہ روبینہ سروری قادری

2 ستمبر 2012ء کا دن تحریک دعوتِ فقر کے سفر میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس روز پہلی بار تحریک نے خانقاہ سلسلہ سروری قادری سے باہر نکل کر حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پاک فنانی چوک احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور میں عرس پاک کی محفل منعقد کی جس میں ہر خاص و عام کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ اس تقریب کے لیے مرشد پاک سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس اپنے خاص اصحاب کے ساتھ 31 اگست بروز جمعتہ المبارک کو احمد پور شرقیہ بہاولپور روانہ ہوگئے۔ دیگر مریدین یکم ستمبر بروز ہفتہ کو لاہور سے روانہ ہوئے اور 2 ستمبر بروز اتوار پورے پاکستان سے مریدین نے اس عرس پاک میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

مرشد کامل حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے تحریک دعوتِ فقر کے شعبہ خواتین کو بھی خصوصی محنت اور توجہ کے ساتھ ترتیب دیا اور خواتین کو بھی اس عرس پاک کی باوقار تقریب المرتضٰی ہاؤس 20 ہدایت اللہ بلاک مصطفیٰ ٹاؤن لاہور میں بی بی صاحبہ (زوجہ حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس) کی زیرِ صدارت منعقد کرنے کا حکم اور اجازت فرمائی۔ محترمہ بی بی صاحبہ کی بھی خواہش تھی کہ جیسا پروگرام احمد پور شرقیہ بہاولپور میں ہو ویسا ہی خواتین کا پروگرام یہاں بھی ہو۔ اس سلسلے میں مختلف خواتین کو مختلف ذمہ داریاں تفویض کی گئیں تا کہ تقریب کا انعقاد احسن طریقے سے ہو سکے۔

محترمہ روحینہ سروری قادری اور محترمہ شازیہ سروری قادری کی ڈیوٹی ہال کی آرائش پر لگی تھی۔ وہ صبح ہی پہنچ گئیں اور انہوں نے ہلکے کاسنی رنگ کی چادروں کے ساتھ سرخ رنگ کے تروتازہ پھولوں سے بہت خوبصورت انداز میں ہال کو سجایا۔

ہال کے ایک طرف محترمہ ماہا سروری قادری نے بک سٹال بڑے خوبصورت انداز میں ترتیب دیا جس میں سلطان الفقر پبلیکیشنز کی شائع شدہ کتب رسالہ روحی شریف، مرآۃ العارفین، سلطان الوھم اور حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی سوانح حیات کے علاوہ نعتیہ کلام کی سی ڈیز اور پوسٹرز وغیرہ سجائے گئے تھے۔ محترمہ عرشیہ سروری قادری اور محترمہ عنبرین مغیث سروری قادری کی ڈیوٹی لنگر پاک پکانے پر تھی، وہ بھی صبح ہی پہنچ گئیں تھیں اور لنگر پاک پکانے میں مصروف تھیں۔

محترمہ روبینہ سروری قادری اور محترمہ ارم سروری قادری کی ذمہ داری سیکورٹی کی تھی جبکہ محترمہ یاسمین سروری قادری اور ان کی ساتھی خواتین کی ڈیوٹی لنگر پاک تقسیم کرنے پر لگی تھی۔ پورے پاکستان سے خواتین اس محفل میں شرکت کے لیے آرہی تھیں۔ تمام خواتین کو قطار در قطار بٹھا دیا گیا اور نظم و ضبط کا خاص خیال رکھا گیا۔

صبح 11 بجے سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کے دولت کدے پر اس محفل پاک کا آغاز کیا گیا۔ جب محفل پاک میں محترمہ بی بی صاحبہ تشریف لائیں تو سب خواتین با ادب کھڑی ہوگئیں اور ان کو پھولوں کے گجرے پہنائے گئے۔ اس محفل کا باقاعدہ آغاز محترمہ میمونہ اسد خان سروری قادری نے نقابت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے حمد وثنا کے ساتھ کیا۔

محترمہ میمونہ سروری قادری نے بتایا کہ اولیاء کرام کو باطن میں ایک لقب عطا کیا جاتا ہے جیسے حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کو سلطان العارفین کا لقب عطا ہوا، اسی طرح حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو سلطان التارکین کا لقب عطا ہوا۔ ان کے بعد امانتِ الٰہیہ حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی تو ان کو سلطان الصابرین کا لقب عطا ہوا۔ پھر حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو شہبازِ عارفاں کا لقب عطا ہوا، حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کو سلطان الاولیاء کا لقب عطا ہوا اور حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کو سلطان الفقر کا بلندترین مرتبہ حاصل ہوا۔ اُن سے جب امانتِ الٰہیہ ہمارے مرشد پاک حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کو منتقل ہوئی تو آپ کو ''سلطان محمد'' کا لقب عطا ہوا۔

❁ محفل پاک کے آغاز میں محترمہ لائبہ خان سروری قادری نے سورۃ فاتحہ تلاوت فرمائی۔

❁ تلاوتِ کلام پاک کے بعد محترمہ سونیا سروری قادری نے قصیدہ بردہ شریف بڑے پُرجوش انداز میں پیش کر کے محفل کو گرما دیا۔

❁ بعد ازاں گلشنِ نجیب کی پیاری سی کلی شہزادی فاطمہ سروری قادری نے اپنے معصوم انداز میں مرشد پاک کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت پیش کیا:

میں لجپالاں دے لڑ لگی ہاں میرے توں غم پرے رہندے
میری آساں اُمیداں دے سدا بوٹے ہرے رہندے

❁ صاحبزادی محترمہ منیزہ سروری قادری نے سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی سوانح حیات اور شان کے متعلق تقریر پیش کی جو اس محفل پاک کا سب سے اہم مقصد تھا۔ ان کی تقریر کے کچھ اہم حصے درج ذیل ہیں:

''معزز سامعین کرام

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فقر کے بارے میں فرماتے ہیں ''فقر عین ذات پاک است'' یعنی فقر عین اللہ کی ذات ہے۔ یعنی فقر اللہ کی ذات ہے جو فقر تک پہنچ گیا وہ عین اللہ تک پہنچ گیا۔

حدیثِ مبارکہ ہے اَلْفَقْرُ کَنْزٌ مِنْ کُنُوْزِ اللّٰہِ تَعَالٰی ترجمہ: ''فقر اللہ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے''۔ یعنی جو فقر کو پالیتا ہے وہ اس خزانہ کی بدولت انسانِ کامل کے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے۔ سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ انسانِ کامل ہیں اور سلسلہ سروری قادری کے چھبیسویں امام کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ چونکہ فقر متاعِ مصطفیؐ است (فقر حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وراثت ہے) اسی لیے جس نے فقر کو حاصل کر لیا حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا

باطنی وارث ہوگیا۔

سوال یہ ہے کہ فقر کی طلب کیسے کی جاتی ہے؟ فقر کہاں سے عطا ہوتا ہے؟ فقر کا منبع کہاں ہے؟ اور سلسلہ در سلسلہ کس طرح فقر تقسیم کیا جاتا ہے؟ آج کے دور میں فقر کون تقسیم کرتا ہے؟ اور ساقیٔ فقر کن اوصاف کا حامل ہوتا ہے؟ قیامت تک فقر کس طرح یعنی کسی سلسلہ میں تقسیم کیا جائے گا؟ اور فقر مل جانے پر فقیر اس امانتِ فقر کے وارث کو کیوں تلاش کرتا ہے؟ ان سوالات کے جوابات جاننے کے لیے ہمیں سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی ؒ کی حیات مبارکہ کا بغور مشاہدہ کرنا پڑے گا کیونکہ آپ ؒ کی حیاتِ مبارکہ کا ہر پہلو فقر سے تعبیر ہے۔

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ 29 رمضان المبارک 1186ء (24 دسمبر 1772ء) جمعتہ المبارک کی شب مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور نواب بہاول خان سوئم کے دور میں 29 رمضان المبارک 1241ھ (6 مئی 1826ء) بروز ہفتہ احمد پور شرقیہ بہاولپور تشریف لائے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد پاک میں سے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا شجرۂ نسب غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ ؒ والدہ محترمہ سیّدہ مومنہ بنت زکی الدین کی طرف سے حسینی سیّد ہیں۔

آپؒ کا لقب ''سلطان التارکین'' ہے جو آپ ؒ کو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عطا ہوا۔ باطنی طور پر حضور غوث الاعظم حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو ؒ آپ ؒ کو ''شاہ صاحب'' کے نام سے مخاطب فرماتے ہیں۔

سلطان التارکین ؒ کو حضرت سخی سلطان باھُو ؒ سے امانتِ فقر عطا ہوئی اسی لیے آپ ؒ کو سخی سلطان کا لقب عطا ہوا۔ مدنی مدینہ کی وجہ سے اور جیلانی نسب کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

آپ ؒ ان اولیاء اللہ میں سے ہیں جن کے بارے میں حدیث قدسی ہے کہ ''میرے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو میری قبا کے نیچے ہیں جن کو میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا''۔ سلطان التارکین ؒ نے اپنے آپ کو ریاست سے، دربار سے اور شہرت سے ہمیشہ فارغ و تارک رکھا۔ آپ ؒ اپنی تمام حیات مبارکہ میں کبھی بھی کسی نواب یا سردار کی محفل میں چل کر نہیں گئے، ہمیشہ اپنی خانقاہ میں ہی قیام پذیر رہتے اور اپنے پاس آنے والے طالبانِ مولیٰ کا تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب فرماتے رہے۔

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی ؒ وہ انسان کامل ہیں جنہوں نے اپنے بچپن میں ہی تقریباً 12 سال کی عمر میں کلام پاک قرآن مجید کو اپنے دل میں محفوظ کرلیا تھا۔ قرآن پاک حفظ کرنے کے باوجود سلطان التارکین کی طبیعت میں بہت بے چینی تھی۔ یہ بے چینی وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ آپ ؒ جتنی دیر عبادت میں مصروف رہتے دل کو سکون رہتا مگر جیسے ہی نماز اور تلاوت سے فارغ ہوتے بے چینی پھر شروع ہو جاتی اور بے سکونی دل پر چھا جاتی۔ آپؒ اپنے نانا حضرت سیّد زکی الدینؒ کے محبوب تھے۔ ایک دن انہوں نے آپؒ کو سیّدہ کائنات حضرت بی بی فاطمتہ الزہراؓ اور حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کے سپرد فرمایا اور عرض کی ''آپؒ کی جد ہے اور اس غریب الوطن کا نواسہ ہے میرے بعد اس کا خیال رکھنا''۔ پھر آپؒ کے نانا آپ ؒ کو لے کر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی ''اے آقا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نواسہ ہے، اس کو آپ کے حوالہ کر رہا ہوں اسے اپنی وراثت سے محروم نہ رکھنا''۔ اگلے ہی دن بوقتِ فجر آپ ؒ کے نانا کا وصال ہو گیا۔

معزز سامعین کرام!

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے نانا کس وراثت کی درخواست کر رہے تھے؟ یہ وراثتِ فقر کی درخواست تھی جس کے مختارِ کُل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ سلطان التارکین ابھی 26 سال کے ہوئے تھے کہ آپؒ کے والد کا بھی وصال ہوگیا۔ اس دوران

فرمانِ باھُوؒ

تو نہیں جانتا کہ عارف فقیر کی زبان اللہ تعالیٰ کی ننگی تلوار ہے؟ تجھے نہیں معلوم کہ فقیر کی دلیل اور توجہ عیسیٰ علیہ السلام کی مثل ہے جو ایک جان بلب آدمی کو حیاتِ جاوداں بخش دیتی ہے؟ تو نہیں جانتا کہ فقیر بذریعہ وھم نص وحدیث کے عین مطابق علم وارادات اور فتوحاتِ غیبی کا صحیح الہام بخشتا ہے؟ فرمایا گیا ہے کہ دوسروں کے دل میں بلا کسب نیکی کا خیال وارادہ ڈالنا الہام ہے۔ الہام رحمٰن کے نزدیک اور شیطان سے دور کرتا ہے اور یہ وہ الہام ہے جو تصورِ اسم اللہُ ذات نفی اثبات اور کلید کلمہ طیبہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کی حاضرات سے پیدا ہو کر زبان پر آتا ہے اور اس سے ماضی، حال اور مستقبل کے حالات منکشف ہوتے ہیں۔ تو نہیں جانتا کہ خیالِ فقیر سے دل میں معرفتِ الٰہی جنم لیتی ہے اور زبان پر کلامِ الٰہی اور کلامِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جاری ہوتا ہے؟ وہ قال کا معاملہ قال سے، حال کا معاملہ حال سے اور وصال کا معاملہ وصالِ لازوال سے کرتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی باطنی کیفیت تیزی سے بدل رہی تھی۔ آپؒ کا دل اپنے والد کے کاروبار سے اُچاٹ ہو چکا تھا۔ آپؒ اکثر و بیشتر ویرانوں میں نکل جاتے، بے سکونی کے عالم میں اتنا بھاگتے کہ مدینہ سے کئی میل دور نکل جاتے اور اپنے پاؤں مبارک لہولہان کر لیتے۔ آپؒ کی اس کیفیت کی وجہ سے لوگ آپؒ کو دیوانہ اور مجنون سمجھتے۔

یہ فقر کی طلب کیسی طلب ہے؟ اسی طلب کی خاطر آپؒ کا دل بے سکون و بے قرار تھا۔ آپؒ کی بے قراری بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ عبادت وتلاوتِ کلامِ پاک کرتے تو کچھ سکون رہتا مگر جیسے ہی فارغ ہوتے پھر بے قراری بڑھ جاتی۔ ایسا لگتا کہ آپؒ کو قرار دینے والی چیز کوئی اور ہی تھی۔ آپؒ عرب کی گرم ریت اور آگ برساتے سورج کی گرمی میں دوڑتے، پیدل مدینہ سے مکہ پہنچ جاتے، کعبۃ اللہ میں معتکف رہتے، دن اور رات دیوانہ وار طواف کرتے، دیوارِ کعبہ کے ساتھ گریہ زاری کرتے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے۔ غارِ حرا اور غارِ ثور میں ہفتوں بھوکے پیاسے معتکف رہتے تھے۔ آپؒ کے والد کے وصال کے بعد کئی سال اسی طرح گزر گئے اور پھر آخر کار آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی۔ انہوں نے فرمایا ''اپنے نانا سے وراثت طلب کرو'' آپؒ نے فرمایا ''میرے نانا کا وصال ہو چکا ہے، میرے نانا اور والد کی وراثت میرے ماموں کے پاس ہے اور مجھے اس سے کوئی غرض نہیں''۔ حضرت خضر علیہ السلام نے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا ''میں آپ کے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کی وراثتِ فقر کی بات کر رہا ہوں''۔ پھر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ''جا کر اپنے نانا کے قدموں میں بیٹھ جاؤ اور جب تک وراثت فقر عطا نہ کریں مسجد نبوی سے باہر نہ نکلنا خواہ موت آ جائے''۔ اس وقت سلطان التارکین کی عمر مبارک 40 سال تھی جب آپؒ وراثتِ فقر کے حصول کی التجا لیے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہو گئے۔

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے روضۂ رسول پر 6 سال زائرین کی خدمت کی اور بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں فقر کی التجا کرتے رہے۔ 6 سال کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا ''اس خدمت کے بدلے کیا چاہتے ہو؟ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کیا ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانتے ہیں کہ یہ غلام فقر چاہتا ہے'' اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''فقر کے لیے تجھے ہند سلطان العارفین سخی سلطان باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) کے پاس جانا ہوگا''۔ جب سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہوئے تو بہت حیران اور پریشان ہوئے کہ رشد وہدایت کا منبع تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود ہیں پھر مجھے حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے پاس کیوں بھیجا جا رہا ہے؟ لہٰذا دوبارہ خدمت اور غلامی کا سلسلہ شروع فرما دیا۔ مزید چھ سال کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیدار سے مستفید فرمایا اور پھر پوچھا کہ اس خدمت کے بدلے میں کیا چاہتے ہو؟ تو آپؒ نے فرمایا کہ ''یہ غلام فقر چاہتا ہے''۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''فقر تجھے سخی سلطان باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) سے ہی ملے گا''۔ اس مرتبہ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تو اس علاقے کی زبان، رسم ورواج، رہن سہن اور کھانے پینے تک سے ناواقف ہوں'' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ہم تجھے اپنے محبوب شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمتہ اللہ علیہ) کے سپرد کرتے ہیں تمہاری تربیت کرنا اور وہاں تک پہنچانا اب اُن کی ذمہ داری ہے''۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہوئے اور روضۂ رسول کی 12 سالہ خدمت وغلامی کے بعد بغداد کا رُخ کیا اور سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کے محل پاک پر تشریف لے گئے۔ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی باطنی تربیت فرمائی اور پھر اپنے فرزند حضرت شیخ سیّد عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کرتے ہوئے ان سے فرمایا کہ ''یہ اب آپ کا فرزند ہے'' اور سیّد محمد عبداللہ شاہ ؒ کو تاکید کی کہ ''ہر شیخ سے تربیت سے ملتے ہوئے ہمارے محبوب حضرت سخی سلطان باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ وہی تمہاری منزل ہے اور وہیں سے تمہیں فقر ملے گا اور امانت الٰہیہ (امانت فقر) منتقل ہوگی''۔

سلطان التارکین نے اپنے سفر کا آغاز کیا اور سلسلہ در سلسلہ تمام سروری قادری مشائخ سے تربیت لیتے ہوئے 12 ربیع الاول 1241ھ (24 اکتوبر 1825ء) سوموار کے دن آپؒ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے اور دیکھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ مزار سے باہر تشریف فرما ہیں اور انتظار میں ہیں۔ سلطان التارکین حضرت سخی سلطان محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے جب سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے چہرہ اقدس کو دیکھا تو ان پر رازِ پنہاں آشکار ہو گیا۔ سلطان التارکین رحمتہ اللہ علیہ نے دیوانہ وار مجذوبیت میں سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے گرد چکر لگانا شروع کر دیئے، اس پہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک سلطان التارکین رحمتہ اللہ علیہ کے گھٹنوں پر مارے جس سے سلطان التارکینؒ بیٹھ گئے۔

اس جگہ میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات سے چند اقتباسات بیان کروں گی تاکہ ہمیں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ کی اپنے محرمِ راز، خزانہ فقر کے وارث سلطان التارکین کے لیے طلب کا اندازہ ہو سکے کہ سلطان العارفین اپنے محرم راز حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ کے لیے کتنے بے چین تھے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ امیر الکونین میں فرماتے ہیں:

''میں 30 سال تک مرشد کی تلاش میں سرگرداں رہا لیکن مجھے اپنے پائے کا مرشد نہیں مل سکا'' اس طرح آپؒ فرماتے ہیں کہ ''میں 30 سال تک اس طالبِ حق کی تلاش میں رہا جس کو وہاں تک پہنچاؤں جہاں میں ہوں (یعنی امانت فقر عطا کروں) لیکن مجھے ایسا طالبِ حق نہ مل سکا''۔

آپ ؒ اپنے ابیات میں فرماتے ہیں

دل دا محرم کوئی نہ ملیا جو ملیا سو غرضی ھُو

ترجمہ: مجھے دل کا محرم کوئی نہیں ملا۔۔۔ جو ملا اپنی نفسانی خواہشات کی طلب میں ملا۔

سلطان التارکین سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ کے مرشد حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کو اپنی زندگی میں دل کا محرم نہ مل سکا بلکہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے 139 سال بعد امانتِ فقر سلطان التارکین رحمتہ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی۔ سلطان العارفین سے فقر کی امانت لینے کے بعد سلطان التارکین سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ سروری قادری کے چھبیسویں شیخ کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

معزز سامعین کرام! سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ کی حیاتِ اقدس سے ہمیں اس بات کا علم ہوتا ہے کہ امانتِ فقر ''وقت کے امام'' انسانِ کامل سے ہی عطا ہوتی ہے۔ اس لیے فقر تک پہنچنے کے لیے اپنے زمانہ کے انسانِ کامل تک پہنچنا ضروری ہے۔ انسانِ کامل کے بارے میں حضرت علامہ ابنِ عربیؒ فرماتے ہیں ''ہر زمانہ میں ایک شخص قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہ ہوتا ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نائب ہوتا ہے اور وہی انسانِ کامل ہوتا ہے''۔

''حقیقت میں انسانِ کامل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مبارکہ ہے جو ہر زمانہ میں لباس بدل کر اس زمانہ کے اکمل کی صورت میں جلوہ گر ہوتی ہے''۔ (فصوص الحکم والایقان)

معزز سامعین! آج سلسلہ سروری قادری کے اکتیسویں شیخ میرے مرشد میرے ہادی، میرے رہبر و رہنما حضرت سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس ہیں جنہیں مدینہ منورہ میں بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے امانتِ فقر عطا ہوئی اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کے عام کرنے کا حکم ملا۔

سورۃ الاحزاب میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ

ترجمہ: ہم نے بارِ امانت کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا سب نے اس کو اٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن (انسانِ کامل) نے اسے اٹھالیا۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فقر کو سمجھنے اور راہِ فقر پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❁ اس کے بعد محترمہ سونیا سروری قادری نے اپنی ساتھیوں محترمہ ماہا سروری قادری، محترمہ زینب سروری قادری، محترمہ شازیہ سروری قادری اور محترمہ شانزا سروری قادری کے ساتھ مل کر حضرت سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی شان میں لکھی گئی منقبت پیش کی۔ یہ منقبت حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی ہے جو انہوں نے اپنے مرشد حضرت سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی شان میں لکھی ہے۔

چشمہ کھلیا نور حقانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی
احمد پور وچ نور برسدا
جتھے شاہ عبداللہؒ وسدا
واقف لوح قلم تے مسدا
ہے وچ ملک بہاول خانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی
طالب صادق سالک آون
لین مراداں جھولی پاون
کر تلقین تے راہ وکھاون
کھول سناون راز نہانی
شاہ عبداللہؒ فیض رسانی

اس منقبت میں حضرت پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے مرشد سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے بے مثال حسن، اعلیٰ ترین مقامِ انسانِ کامل اور بے پناہ فیض روحانی کا ذکر فرما رہے ہیں۔

❁ اس کے بعد محترمہ عنبرین سروری قادری نے فقر کی حقیقت کو بڑے سادہ انداز میں پیش کیا۔ انہوں نے فقر کے متعلق کچھ اہم نکات بیان کیے جو ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں:-

''فقر قطرے کے سمندر میں فنا ہونے کا عمل ہے اور خود سمندر بھی۔ فقر ''میں سے تُو'' تک، عبد سے ھُو تک، ظاہر سے باطن تک اور شریعت سے حقیقت تک کے سفر کا نام ہے۔ فقر وہ قوت ہے جو ایک عام بشر کو اس عالم ناسوت سے نکال کر عالم لاھوت لامکاں تک لے جاتی ہے اور دیدارِ الٰہی سے فیض یاب کراتی ہے''۔

اس تقریر میں محترمہ عنبرین سروری قادری نے امانتِ فقر کی منتقلی کے بارے میں بتایا کہ:

''فقر کی وراثت اور امانت امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چنی ہوئی خاص برگزیدہ ہستیوں میں منتقل ہوتی ہوئی آج ہم تک پہنچی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ امانت و وراثتِ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو منتقل ہوئی، ان سے حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ، ان سے حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ اور یوں جس طرح سلسلہ سروری قادری کے شجرۂ فقر میں ترتیب درج ہے، یہ امانت خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس تک پہنچی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نبی اور رسول ہیں اور نبی اور رسول کے ذمے امت کے تمام طبقوں کی تربیت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں اہلِ شریعت بھی تھے، اہلِ طریقت بھی، اہلِ حقیقت بھی اور اہلِ فقر بھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہر ایک گروہ کی تربیت ان کی اہلیت کے مطابق کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں اہلِ فقر اصحابِ صفہ تھے جو صفہ کے چبوترے پر رہائش پذیر تھے اور دنیا و دنیاوی علائق سے مکمل قطع تعلق کر کے صرف اللہ کی طرف متوجہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چاروں خلفاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم میں تمام دین مکمل جمع تھا۔ آپ چاروں شریعت، طریقت، حقیقت اور فقر کے جامع ہیں۔ آپ چاروں اصحاب کبار رضی اللہ عنہم اہلِ مجاہدہ بھی تھے، اہلِ مشاہدہ بھی تھے اور اہلِ فقر بھی تھے۔ جب وراثتِ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو منتقل ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اہلِ مجاہدہ، اہلِ تصوف، اہلِ طریقت اور اہلِ فقر کے لیے علیحدہ علیحدہ سلسلے ترتیب دیئے اور یوں اعمال و عقائد کی بنیاد پر سلاسل کا ایک بڑا نظام کھڑا کیا۔ لیکن ان سب اعمال و عقائد کی بنیاد صرف اور صرف قربِ الٰہی کے حصول پر تھی۔ کچھ لوگ زائد عبادات کے ذریعے، کچھ مجاہدات کے ذریعے، کچھ ترکِ دنیا کے ذریعے اور یونہی مختلف لوگ مختلف

طریقوں سے اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان تمام گروہوں کو علیحدہ علیحدہ سلسلوں سے منسلک کر دیا گیا، جبکہ فقر حضرت خواجہ حسن بصریؓ سے حضرت حبیب عجمیؒ کے سلسلہ عجمیہ میں منتقل ہو گیا جو حضرت معروف کرخیؒ کو منتقل ہوا تو سلسلہ کرخیہ کہلایا اور جب حضرت جنید بغدادیؒ کو منتقل ہوا تو جنیدیہ کہلایا۔ اسی جنیدیہ سلسلہ سے حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ جیسی ایک عالم کو فیض بخشنے والی ہستی کا تعلق بھی ہے۔

پانچویں صدی ہجری میں محبوبِ سبحانی، قطب ربانی غوثِ عالم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے ظہور کے بعد وہ تمام سلاسل جو حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہٗ نے علیحدہ علیحدہ ترتیب دیئے تھے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہٗ میں اسی طرح دوبارہ جمع ہو گئے جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور چاروں خلفائے راشدین میں جمع تھے۔ اسی بنا پر آپ رضی اللہ عنہٗ کے متعلق فرمایا گیا کہ:

غوث الاعظمؒ درمیان اولیاء
چوں محمدؐ درمیان انبیاء

آپ رضی اللہ عنہٗ نے تمام سلاسل کو زمانے میں تبدیلیوں اور ضرورت کے لحاظ سے دوبارہ ترتیب دیا اور ان کو ان کے اماموں کے سپرد کیا جبکہ فقر کو آپ رضی اللہ عنہٗ نے اپنی عظیم ذات سے منسوب کرتے ہوئے سلسلہ قادریہ کے نام سے موسوم کیا اور اسے اپنے فرزند حضرت شیخ سیّد عبدالرزاق جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کیا۔ ان سے جب یہ حضرت شیخ سیّد عبدالجبار رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کیا گیا تو اس کا نام جباری قادری ہو گیا۔ یوں سلسلہ فقر اگرچہ مختلف زمانوں میں مختلف ناموں سے موسوم ہوتا رہا لیکن اس کی حقیقت اور بنیاد ایک ہی رہی یعنی انسانیت کی اس معراج کا حصول جہاں عبد اور ھُو کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں رہتا اور جو ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل سنت اور وراثت ہے۔

سلسلہ فقر ہندوستان میں حضرت سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعے پہنچا جو شام سے آکر بغداد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے مزار پاک پر تین سال معتکف رہے اور پھر ان کے حکم پر ہندوستان تشریف لے آئے۔ حضرت سیّد عبدالرحمٰن جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے امانت فقر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے سپرد کی جن کی بدولت سلسلہ سروری قادری کو ہندوستان میں عروج حاصل ہوا۔

شجرۂ فقر سلسلہ سروری قادری حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ تک تو مستند مانا جاتا ہے اور تمام کتب میں اسی ترتیب سے درج کیا جاتا ہے لیکن اس کے بعد اس سلسلے میں اختلافات پیدا ہونا شروع ہو گئے۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں جا بجا اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ انہیں کوئی طالب اس لائق نہ ملا جسے وہ امانتِ فقر منتقل کرتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے آٹھ فرزند تھے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ بیان ثابت کرتا ہے کہ آپؒ نے امانتِ فقر اپنی اولاد میں سے کسی کو منتقل نہ کی۔ آپؒ کے بعد یہ امانت کہاں گئی یہ کئی سال تک کسی کو معلوم نہ ہو سکا۔ اللہ کی طرف سے قائم کی گئی اس پردہ پوشی اور خاموشی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سے دھوکے باز لوگوں نے شجرۂ طریقت سلسلہ سروری قادری کو خود سے منسوب کر لیا اور یوں بہت سے جھوٹے شجرۂ طریقت سامنے آگئے۔

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے بعد امانتِ الٰہیہ کس کو منتقل ہوئی اس کا جواب اور گواہی صرف وہی دے سکتا ہے جو خود اس امانت کا وارث ہو اور جانتا ہو کہ اُسے یہ امانت حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے بعد کس کس کے توسط سے ہوتی ہوئی حاصل ہوئی چنانچہ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ علی الاعلان یہ فرماتے ہیں کہ انہیں یہ امانت ان کے والد مرشد سلطان الاولیاء سلطان عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی۔ سلطان عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کا یہ اعلان ہے کہ انہیں یہ امانت حضرت پیر بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی اور حضرت پیر بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے تمام مریدین میں یہ واضح اعلان فرمایا کہ انہیں یہ امانت پیر عبدالغفور شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی۔ انہوں نے بھی یہ بات بلاشک وشبہ واضح کر دی کہ اُن کو یہ امانت پیر محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی جنہیں یہ امانت سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ سے 139 سال بعد مدینہ منورہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم پر جھنگ ہندوستان آکر ملی۔ ان بزرگانِ دین کے اقوال پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں اور ان کے اعلانات کی روشنی میں شجرۂ فقر سلسلہ سروری قادری کو اب درست کر لینا چاہیے۔

ہر دور کا انسانِ کامل نصابِ فقر میں زمانے کے لحاظ سے جو تبدیلیاں کرتا ہے اور انہیں بہتر سے بہتر جو صورت عطا کرتا ہے وہ بھی اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ وہ امانت فقر کا وارث ہے کیونکہ صرف اُسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے یہ اجازت حاصل ہوتی ہے کہ وہ اس طریق میں کوئی تبدیلی کر سکے۔ خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے جس طرح فقر کے فیض کو اس مادیت پرستی اور مصائب سے پُر زمانے میں آسان سے آسان تر بنا دیا ہے وہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ آپ مدظلہ الاقدس ہی وراثتِ فقر کے اس زمانے میں وارثِ کامل ہیں۔ آپ مدظلہ الاقدس نے اپنے طالبوں کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر کی چار منازل اَللّٰہُ، لِلّٰہ، لَہٗ اور ھُو میں سے گزارنے کی بجائے سیدھا سلطان الاذکار ''ھُو'' عطا کرنے کی منظوری بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حاصل کر کے یہ منزل طالبوں کے لیے آسان کر دی ہے۔ پھر علمِ دعوت آج سے قبل صرف چند بلکہ صرف اِکا دُکا طالبوں کو عطا کیا جاتا تھا اور وھم (یعنی اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف اور قوت) بھی صرف ایک دو طالبوں پر کھولا جاتا تھا جبکہ خادم سلطان الفقر نے اپنے تمام خاص طالبوں کو لاھوت لامکاں تک پہنچا کر انہیں علمِ دعوت بھی عطا کر دیا ہے اور وھم بھی کھول دیا ہے۔ ان طالبوں میں نوعمر بچے اور بچیاں بھی شامل ہیں جو کہ تاریخ فقر میں پہلی بار ہو رہا ہے کہ اتنے کم عمر بچوں کو علمِ دعوت اور وھم عطا کیا جائے۔ اسی طرح ''ھُو کا مراقبہ'' بھی فقر میں آج سے پہلے کبھی طالبوں کو عطا نہ کیا گیا۔ یہ اہم پیش رفت بھی آپ مدظلہ الاقدس کی بدولت ہی نصابِ فقر میں ہوئی اور اسم محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فیض بھی آپ مدظلہ الاقدس نے ہی اس زمانے میں عام کیا

ہے۔

خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کے یہ اہم ترین اقدامات جو فقر کے فیض کو آسان اور عام کرنے لیے اٹھائے گئے اس بات کی روشن دلیل ہیں کہ آپ ہی اس زمانے میں وراثتِ فقر کے حامل انسانِ کامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ مدظلہ الاقدس کو اپنے مشن میں سرخرو فرمائے اور ہم سب کو آپ مدظلہ الاقدس کی پیروی اور اطاعت کی کامل توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❁ اس کے بعد محترمہ ابیہہ سروری قادری نے بڑے مؤثر انداز میں پنجابی میں ناصر شاہ کا کلام پیش کیا۔

شعلہ جیویں اگ دا تندور وچ بولدا
عشق حقیقی منصور وچ بولدا
موسیٰ دا پیار کوہِ طور وچ بولدا
رُکھ جدوں بولدا تے بھور وچ بولدا
ذائقہ مٹھائیاں دا کھجور وچ بولدا
فیض بابے بلھےؒ دا قصور وچ بولدا
سدا ہی شیطان تے فطور وچ بولدا
پیسہ ای تے بندے مغرور وچ بولدا
نور دا نظام سدا نور وچ بولدا
ولیاں دا حال تے قبور وچ بولدا
دلاں دا جو ذوق اے سرور وچ بولدا
پرناصر محدثاں مفسراں دا فیصلہ اے رب جدوں بولدا حضور وچوں بولدا

رُکھ ہوئے ٹہنی ہوئے بور نال سج دی
سولی جیویں شاہ منصور نال سج دی
بکھ سدا بھوکے مجبور نال سج دی
کدوں ساری دنیا فطور نال سج دی
مِل جتھے لگے مزدور نال سج دی
شام دی زمین کوہ طور نال سج دی
کشتی دریا دے وچ بور نال سج دی
چڑھ دی جوانی وی غرور نال سج دی
جنت وی مینا و حور نال سج دی
پرناصر اس گل وچ شک کیہڑا باقی ہے ساری کائنات ہی حضور نال سج دی

کوئی کہندا آل تے اولاد بڑی چیز اے
کوئی کہندا یار دی گفتار بڑی چیز اے
کوئی کہندا پھلاں اُتے ناز بڑی چیز اے
کوئی کہندا محفلاں وچ داد بڑی چیز اے
سائنسدان کہندے نے ایجاد بڑی چیز اے
ایوی گل ہوس اے جہاد بڑی چیز اے
پرناصر اسی سارے اے نچوڑ کڈھ چھڈ دے لجپال آقا دا میلاد بڑی چیز اے

❁ اس کے بعد نائیلہ سروری قادری نے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کا کلام پڑھا:

الف اللہ چنبے دی بوٹی، میرے من وچ مُرشد لائی ھُو
نفی اثبات دا پانی مِلیس، ہر رَگے ہر جائی ھُو
اندر بوٹی مُشک مچایا، جاں پھلاں تے آئی ھُو
جیوے مُرشد کامل باھُوؒ، جیں ایہہ بوٹی لائی ھُو

❁ پھر محترمہ آمنہ شریف سروری قادری، محترمہ صائمہ سروری قادری، محترمہ سونیا سروری قادری اور محترمہ میمونہ اسد خان سروری قادری نے بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں باری باری ہدیہ نعت پیش کیا۔

پروگرام کے آخر میں محترمہ بی بی صاحبہ نے بڑے خوبصورت انداز میں دعا فرمائی۔ آپ نے اس محفل پاک کے اہتمام اور اس میں کی گئی تلاوت کلام پاک اور پیش کئے گئے تمام ہدیۂ نعت وعقیدت کو حضرت سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی وساطت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پیش کرنے اور تمام بزرگانِ دین خصوصاً سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے درجات کی بلندی اور ان کے فیض کے حصول کی دعا مانگنے کے بعد فرمایا کہ ''اللہ پاک حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کو نورِ آفتاب بنا کر سارے عالم کو روشن فرما دے۔ انہیں دنیا میں پوری قوت اور شان کے ساتھ ظاہر فرما دے اور دنیا وآخرت میں سربلندی اور سرخروئی عطا فرمائے اور ان کے مشن میں ہم سب کو اُن کا ساتھ دینے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ اللہ پاک حضرت سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کو نوجوان نسل میں فقر کو پھیلانے کا ذریعہ بنائے۔ اللہ پاک آپ مدظلہ الاقدس کو ظاہری اور باطنی قوتیں بے حساب عطا فرمائے تاکہ آپ مدظلہ الاقدس فقر کی نعمت کو عام کرسکیں''۔

آخر میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام پیش کیا گیا۔

یوں یہ تقریب بہت باوقار انداز میں اپنے اختتام کو پہنچی۔ آخر میں لنگر پاک تقسیم کیا گیا اور اس کی ترتیب یوں رکھی گئی کہ جس وقت محل پاک حضرت سید محمد عبداللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر منعقدہ تقریب اختتام کو پہنچی اور وہاں مرشد پاک سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی دعا کے بعد لنگر پاک تقسیم کیا گیا تقریباً اسی وقت یہاں بھی لنگر پاک تقسیم کیا گیا۔

نورِ یقین

تحریر: عنبرین مغیث سروری قادری ایم۔اے (ابلاغیات)

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ (الحجر۔99) ترجمہ: ''اپنے پروردِگار کی عبادت اس حد تک کر کہ تجھے یقینِ کامل ہو جائے۔'' یعنی اللہ کی عبادت کا مقصود اس بات کا کامل یقین حاصل کرنا ہے کہ وہ ہی خالق و مالک و رازق و معبود ہے اور اس یقین تک پہنچنا ہے کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور بندے کے ہر ظاہری و باطنی عمل کو دیکھ رہا ہے۔ جس طرح ہر رشتے اور تعلق کی مضبوطی کی بنیاد یقین پر ہے اسی طرح اللہ سے رشتہ اور تعلق بھی اس یقین کی بنیاد پر ہی قائم ہوتا ہے۔ جس قدر یہ یقین کامل ہوگا اسی قدر اللہ سے رشتہ بھی مضبوط ہوگا، یقین ہی ایمان ہے۔ اسلام میں ''یقین'' کی اہمیت اس لیے بہت زیادہ ہے کیونکہ اسلام میں ایمان کا تعلق غیب سے ہے۔ غیب پر یقین رکھنا انسان کے لیے مشکل ہے کیونکہ انسان اس عالم ناسوت اور اس کی اشیا کو دیکھ کر، سن کر، چکھ کر یا اپنے دیگر حواس ظاہری کے ذریعے پہچان کر یقین کی منازل کو طے کرتا ہے۔ غیب تک پہنچنا اور پھر اس پر یقین کرنا ایک مشکل عمل ہے اور غیب تک پہنچے بغیر یقین کر لینا کمزور یقین ہے۔ قرآن ایک ظاہری حواس سے پڑھی اور سمجھی جانے والی کتاب ہے لیکن اس میں ہدایت ''غیب'' پر ایمان لانے والوں کے لیے ہے۔ قرآن کے آغاز میں اللہ پاک واضح فرما دیتا ہے: ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ترجمہ: (یہ قرآن کریم) وہ عظیم کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ اس میں ہدایت ہے (صرف) متقین کے لیے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ (البقرہ۔3-2) یعنی ہدایت صرف تقویٰ والوں کے لیے اور تقویٰ والے صرف وہ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ ''غیب'' پر ایمان ظاہری حواس کے استعمال سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ظاہری حواس سے حاصل ہونے والی اطلاع عموماً ناقص ہی سمجھی جاتی ہے جب تک باطن سے قلب اس کی تصدیق نہ کر دے جیسا کہ اکثر آنکھوں دیکھی چیز اور کانوں سنی بات پر یقین نہیں آتا جب تک دل اسے ماننے کو تیار نہ ہو۔ ''دھوکہ'' بھی ہمیشہ ظاہری حواس اور اعضاء کو ہی استعمال کر کے دیا جاتا ہے نہ کہ باطنی۔ چنانچہ ''یقین'' کرنا خواہ وہ کسی ظاہری شے پر ہو، رشتے پر ہو یا غیب پر ہو دل یعنی قلب کا کام یا صفت ہے۔ دل کے سوا اور کوئی عضو ''یقین'' دلانے کا کام نہیں کر سکتا۔ قلب کی ایک اور صفت ہے کہ جب تک اچھی طرح جانچ پرکھ نہ لے یقین نہیں کرتا، اگر کرے تو وہ کمزور ہوتا ہے اور ذرا سے حالات کی تبدیلی پر ٹوٹ سکتا ہے۔ فقر وہ رستہ ہے جو اللہ کے خالص بندے کو غیب پر یقین کامل قلب کی مکمل تصدیق کے بعد دلاتا ہے۔ بندے کو عالم لاھوت لامکان تک لے جا کر اس کی روحانی آنکھوں سے اسے اللہ پاک کا دیدار کرواتا ہے اور پھر بندہ اللہ کو جان کر پہچان کر دیکھ کر اس پر صدقِ دل سے ایمان لاتا اور اس کے وجود، ذات وصفات پر یقین حاصل کرتا ہے۔ جیسے جیسے قرب بڑھتا ہے، پہچان بڑھتی ہے، پہچان سے یقین بڑھتا ہے اور یقین سے ایمان پختہ ہوتا اور اللہ سے رشتہ مضبوط ہوتا ہے۔ ایسا مضبوط رشتہ ہی مصائب و مشکلات میں صبر و استقامت عطا کرتا ہے، قربانی و وفا کی توفیق عطا کرتا ہے اور سب سے بڑھ کر قرب و رضائے الٰہی عطا کرتا ہے۔ پس ''یقین'' ایمان، استقامت، صبر، قرب، رضا کی بنیاد ہے۔ اللہ کی ذات پر یقین کی مقدار ہی ان تمام لوازمِ دین کی مقدار طے کرتی ہے۔ جتنا اللہ پر یقین، اتنی ہی استقامت، صبر، قرب، رضا وغیرہ کی توفیق عطا ہوگی۔

یقین ایک نور ہے، جس کی اصل عالم لاھوت لامکان میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ جس طرح علم ایک نور ہے، عشق ایک نور ہے، توکل ایک نور ہے، ایمان ایک نور ہے اسی طرح یقین بھی ایک نور ہے اور یہ تمام نور آپس میں مربوط ہیں اور ان کی اصل ایک ہی ہے یعنی نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ ایک نور میں اضافہ دوسرے نور میں اضافے

کا باعث بنتا ہے، جس قدر علم بڑھتا ہے، اسی قدر عشق بڑھتا ہے، اسی قدر یقین توکل اور ایمان بڑھتا ہے۔ یہ تمام نور لاھوت لامکان سے پھوٹتے ہیں کیونکہ وہی ہر نورانی وجود کی ابتدا، سرچشمہ اور منبع و مصدر ہے۔ ہر روح میں یہ نور اسکے مقامِ قربِ خداوندی کے مطابق پھوٹتے ہیں۔ عالمِ ناسوت میں قید روح کو اس نور کا سب سے کم حصہ ملتا ہے کیونکہ وہ اپنے اصل وطن عالمِ لاھوت سے بہت دور ہے بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ عالمِ ناسوت کی بیشتر ارواح ان انوار سے بالکل محروم اندھیروں میں بھٹک رہی ہیں۔ جن ارواح کو شریعت پر ٹھیک سے عمل کرنے کی توفیقِ الٰہی حاصل ہوتی ہے وہ زائد عبادات کے ذریعے عالمِ ملکوت تک رسائی حاصل کرتی ہیں اور ان کے لیے ان انوار میں قدرے اضافہ ہو جاتا ہے۔ انہی انوار کی مدد سے وہ اپنا آگے کا سفر طے کر سکتی ہیں بشرطیکہ وہ عالمِ ملکوت کے حسین نظاروں میں گم نہ ہو جائیں۔ عالمِ جبروت میں پہنچنے پر ان انوار میں مزید اضافہ ہوتا ہے جبکہ عالمِ لاھوت لامکان میں پہنچنے اور استقامت سے وہاں ٹھہرے رہنے پر یہ انوار کامل ترین ہو جاتے ہیں اور پھر انہی انوار سے نورِ وھم (اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کرنے کی روحانی قوت) اور نورِ دیدار پروردِگار عطا ہوتے ہیں۔ اس موقع پر نورِ یقین طالب کو اس غیبی ہم کلامی اور دیدارِ غیب کو سچ اور صحیح ماننے کی قوت عطا کرتا ہے۔ اگر اس موقع پر طالب کے پاس نورِ یقین کی کمی ہو تو وہ یہاں تک رسائی حاصل کر کے بھی بے یقینی کی وجہ سے اپنے مقام سے گر جاتا ہے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جو طالب آوازِ روحانی کا محرم ہو جائے اور اسے قربِ ربانی کے الہام بھی سنائی دینے لگیں مگر اسے اس پر یقین نہ آئے اور نہ اسے اسمِ اَللّٰہُ ذات و مرشد کے فرمان پر یقین آئے تو سمجھ لیں کہ وہ خود پسند طالب ہے جو ہوائے نفس کی قید میں ہے اور راہِ صفا نہیں پا سکتا۔ اس قسم کا طالب بے ادب و بے حیا بلکہ بے نصیب ہوتا ہے جو معرفتِ الٰہی سے محروم اور توحیدِ الٰہی سے دور رہتا ہے۔" (امیر الکونین) یعنی انتہائی تگ و دو کے بعد حاصل ہونے والے قربِ الٰہی سے اگر کوئی شے محروم کر سکتی ہے تو وہ بے یقینی ہے اور اگر کوئی شے اس قرب کو اور مضبوطی عطا کرتی ہے تو وہ "یقین" ہے۔

نا صرف معرفت کے انتہائی اعلیٰ مقامات پر "یقین" کا حصول ضروری ہے بلکہ عام زندگی اور ناسوتی معاملات میں بھی اللہ پر یقین ناگزیر ہے۔ جسے یقین نہ ہو کہ اسے ہر نعمت دینے والی ذات اللہ کی ہے، وہ ٹھیک سے ان نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا نہیں کر سکتا، جسے یقین نہ ہو کہ وہ اللہ کی طرف سے آیا ہے اور اسے اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اپنے اعمال کا جوابدہ ہونا ہے وہ نہ گناہ سے بچنے کی کوشش کرتا ہے نہ نیک اعمال کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے، یونہی جسے یقین نہ ہو کہ اللہ کا دیدار اور اللہ سے کلام بھی ممکن ہے وہ کبھی اس قدر قربِ الٰہی کی نہ تمنا کرتا ہے نہ ہی کوشش، پس اس عظیم نعمت سے محروم رہتا ہے۔ جسے یقین نہ ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات کامل ہے، وہ ہمارے درود سنتے بھی ہیں، ان کا جواب بھی دیتے ہیں، اپنے دیدار سے بھی سرفراز فرماتے ہیں اور مشکلات میں اپنے امتیوں کی مدد بھی کرتے ہیں اس کا درود بھی ادھورا، محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ناقص، ان کی پیروی بھی ناقص پس ایمان بھی ناقص۔ اسی طرح جسے یقین ہی نہ ہو کہ روزِ قیامت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گنہگاروں کی شفاعت کروائیں گے، وہ اس عظیم نعمت سے بھی محروم۔ پس کیسا شاندار سرمایہ ہے یقین کہ جس کے پاس ہے وہ کائنات کے مالدار ترین لوگوں میں شامل ہے اور جو اس سے محروم ہے وہ دنیاوی مال و متاع ہوتے ہوئے بھی، اور زائد عبادات کرنے کے باوجود مفلس ترین لوگوں میں شامل ہے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جان لے کہ محبت، معرفت، طلبِ الٰہی، ذکر فکر، حضور مذکور، الہاماتِ باطن، قربِ الٰہی اور فنا و بقا کے تمام مراتب کی جڑ یقین ہے۔

اصل یقین است یقین گر شود
کار تو از ہفت افلاک بہ گزرد

ترجمہ: تیرا اصلی سرمایہ یقین ہے۔ اگر تجھے یہ حاصل ہو جائے تو تو ساتوں آسمانوں سے بھی آگے نکل جائے۔"

نورِ علم کی طرح نورِ یقین بھی درجہ بدرجہ انسان کو حاصل ہوتا ہے اور یکدم اس کا حصول ناممکن ہے۔ یقین کے تین درجے بیان کیے گئے ہیں۔ (1) علم الیقین (2) عین الیقین (3) حق الیقین۔

علم الیقین' جو ایمان کا پہلا اور کمزور درجہ ہے' یہ ہے کہ انسان صرف کسی سے سن کر کسی بات پر یقین کر لے نہ خود دیکھے نہ تحقیق کرے۔ ایسی حالت میں اس کا یقین بہت کمزور ہوگا۔ جیسا کہ عام مسلمان صرف دوسروں کے بتانے پر اللہ کے ہونے پر یقین کرتے ہیں اور اس یقین کی کمزوری کے باعث نہ گناہوں سے بچ پاتے ہیں نہ ہی اللہ کی صحیح عبادت کر پاتے ہیں۔ یقین و ایمان کا یہ درجہ اس وقت صحیح کہلا سکتا ہے' جب خبر سن کر اس کی حقیقت خود اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور جاننے کا تجسس پیدا ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس سے یہ ہی مراد لیا جائے گا کہ انسان نے ایمان کے پہلے درجے تک بھی رسائی حاصل نہ کی اور اللہ کے متعلق ملنے والے علم کو کوئی اہمیت نہ دی اور غفلت کا مرتکب ہوا۔

عین الیقین یہ ہے کہ انسان کسی حقیقت کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ ایسے میں اس کا یقین کافی حد تک بڑھ جائے گا اور اس کا دل اس بات کی تصدیق کرے گا کہ اسے جو خبر دی گئی وہ سچ ہے۔ یہ ایمان کا بہتر درجہ ہے' جب ایک مسلمان اللہ کو دیکھ کر پہچانتا اور جانتا اور اس کی عبادت کرتا ہے اور ہر وقت اسے اپنی طرف دیکھتا ہوا اور قریب پا کر حتی الامکان گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

حق الیقین یہ ہے کہ حقیقت کو صرف دیکھا نہ جائے بلکہ اس کی گہرائی تک اتر کر اس کے ہر پہلو کو شناخت کر لیا جائے اور اس کے متعلق ہر تفصیل کو نہ صرف مشاہدے بلکہ تجربے کی بنا پر اپنے قلب و ذہن میں اتار لیا جائے۔ اس مقام پر انسان خبر سننے والا نہیں بلکہ اپنے یقینِ کامل' ذاتی مشاہدے اور حقیقت کی کنہ تک رسائی کی بنا پر خبر دینے والا بن جاتا ہے۔ حق الیقین تک وہ مومن پہنچتا ہے جو اللہ کی ذات کو اپنے اندر تحقیق کر لیتا ہے۔ اس کی حقیقت کو اپنی ذات میں خود محسوس کر لیتا ہے اور جان لیتا ہے کہ فاعلِ حقیقی صرف ذاتِ الٰہی ہے۔

یقین کے ان تین درجوں کو ایک مثال کے ذریعے واضح کیا جا سکتا ہے۔ ایک انسان جس نے کبھی سمندر نہ دیکھا

ہوا سے الفاظ کے ذریعے کتنا بھی علم دیا جائے کہ سمندر بہت زیادہ وسیع اور گہرا ہوتا ہے' وہ سمندر کی وسعت اور گہرائی کی حقیقت کو کبھی جان نہ پائے گا۔ سمندر کے متعلق اس کا علم انتہائی ناقص ہوگا۔ اگر وہ انسان عقل و شعور رکھتا ہوگا تو لازماً اس علم کے حصول کے بعد اس میں سمندر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کا تجسس پیدا ہوگا اور وہ اس کے لیے کوشش کرے گا۔ جب یہ انسان خود اپنی آنکھوں سے سمندر کو دیکھے گا تو ہی وہ جان پائے گا کہ سمندر ہوتا کیا ہے۔ تب ہی سمندر کی وسعت اور گہرائی کے متعلق اس کا علم بہتر ہوگا اور اس کا دل اس بات کی تصدیق کرے گا کہ جو اسے بتایا گیا وہ کافی حد تک درست تھا لیکن جب وہ خود سمندر میں اترے گا' تو ہی سمندر کے متعلق اس کا علم کامل ہوگا۔ وہ جان پائے گا کہ سمندر جیسا باہر سے دکھائی دیتا ہے' اندر سے اس سے کہیں زیادہ گہرا ہے' جتنا وہ گہرائی میں اترتا جائے گا اتنا وہ سمندر کے متعلق جانے گا کہ اس کے اندر کیا کیا چھپا ہے۔ پھر وہ دوسروں کو اس کے متعلق خبر دینے کے لائق ہو جائے گا۔ یہ ہے یقین کا کامل درجہ جہاں اللہ سے عشق رکھنے والے' اس کی ذات میں خود کو فنا کر دینے والے اللہ کے دوست اور ولی پہنچتے ہیں۔

یقین کے یہ تینوں درجے اگر درست سمت میں ہوں تو طالب کی روحانی زندگی میں اہم ترین اور بنیادی کردار ادا کرتے ہیں بلکہ علم الیقین جو پہلا اور کمزور درجہ گردانا جاتا ہے، اسی کا درست ہونا سب سے زیادہ اہم ہے۔ جس کا علم الیقین درست ہوگا اسی کا عین الیقین اور حق الیقین درست ہوگا، یہ سیڑھی کے پہلے پائے کی طرح ہے اگر یہی درست اور مضبوط نہ ہوگا تو بلندی پر پہنچنا ناممکن ہے چنانچہ طالب کو سب سے پہلے اپنے علم الیقین کی درستی اور مضبوطی کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اللہ اور دین کے متعلق، قرآن اور احادیث و اقوالِ اولیاء اللہ سے صحیح اور مستند علم حاصل کرنا چاہیے۔ علم کو چھانٹنا چاہیے کیونکہ کتب میں لکھی ہر بات درست نہیں ہوتی، گمراہ کن باتیں جو یقین کو کمزور کریں، کو دل و دماغ میں ہرگز جگہ نہ دینی چاہیے۔ جب علم کی حد تک اللہ کے متعلق یقین حاصل ہو جاتا ہے تو پھر اسی علم کے مطابق مشاہدات ہوتے ہیں، جو سنا اور پڑھا ہوتا ہے انہی کا روزمرہ معاملات میں مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔ یقین بڑھتا ہے کہ بیشک اللہ میرے دل کے تمام حالات جانتا ہے، وہی مجھے مشکلات سے نکالتا، میرے رزق کا بندوبست کرتا ہے، میرا دل اس کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جب چاہتا ہے سکون دیتا ہے جب چاہتا ہے بے چینی، یہ اور اسی طرح کے بیشمار مشاہدات نورِ یقین میں اضافہ کر کے عین الیقین کی منزل تک پہنچاتے ہیں۔ عین الیقین کی منزل سے حق الیقین تک رسائی کے دوران انسان اپنے اندر اپنے اصل وجود نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس حقیقت کا یقین حاصل کرتا ہے کہ اس کا وجود نورِ محمدی کے سمندر سے اٹھنے والی ایک لہر کی طرح ہے اور اس کی بقا اس سمندر میں لوٹ جانے میں ہی ہے ورنہ یہ فنا ہو جائے گا۔ پس اس کا علم مشاہدے کو جنم دیتا ہے اور مشاہدہ حقیقت کی طرف لوٹ جانے کی قوت عطا کرتا ہے۔ بالآخر وہ قطرے کی صورت سمندر میں فنا ہو کر سمندر کی حقیقت کو اپنے مقدور بھر پالیتا ہے اور حق الیقین کی اس منزل پر پہنچتا ہے جس کی انتہا نہیں۔

اس تفصیل سے ہمیں معلوم ہوا کہ علم الیقین مقامِ مجاہدہ ہے، عین الیقین مقامِ مشاہدہ ہے اور حق الیقین مقامِ فنا ہے۔

کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''علم الیقین علماءِ امت کا مقام ہے (یعنی وہ علم الیقین تک محدود ہیں اور یہاں علماء سے مراد علمائے حق ہیں جن کا علمِ حق درست ہے نہ کہ علمائے ظاہر یا علمائے سوء) کیونکہ وہ ہی حق تعالیٰ کے احکام پر استقامت سے جمے رہتے ہیں اور عین الیقین عارفانِ الٰہی کا مقام ہے کہ وہ ہر وقت موت کے لیے مستعد رہتے ہیں (مُوْتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوا یعنی نفس کی موت حاصل کر کے دیدارِ الٰہی حاصل کر لیتے ہیں) اور حق الیقین دوستانِ الٰہی کی فنا گاہ ہے کہ وہی تمام موجودات سے اعراض کیے ہوئے ہیں۔ پس علم الیقین محنت و مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہے اور عین الیقین محبتِ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے اور حق الیقین مشاہدۂ حق سے حاصل ہوتا ہے اور ان میں سے ایک (علم الیقین) عام ہے، دوسرا (عین الیقین) خاص ہے اور تیسرا (حق الیقین) خاص الخاص ہے۔''

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ یقین کے ان درجات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

☆ یقین ایک علم ہے کیونکہ عالم ہی بالیقین ہوتا ہے' جبکہ جاہل (بے یقین) بے دین ہوتا ہے۔ علم یقین تین قسم کا ہے:

1. علم الیقین: جس سے علماء (ظاہری) علم سے یقین حاصل کرتے ہیں۔
2. دوم علم عین الیقین' یہ مجذوب کا مرتبہ ہے کہ وہ عین بعین (تجلیاتِ الٰہیہ) کا مشاہدہ کر کے اپنی جان و جسم سے بے خبر ہو جاتے ہیں۔ زیر زبر کا تماشہ تو وہ کرتے ہیں مگر اپنے آپ سے بے خبر ہوتے ہیں۔
3. سوم علم حق الیقین: یہ مرتبہ محبوب کا ہے' مرغوبِ عجائب جس سے طالب اپنے ہر مطلوب کو حق سے پالیتا ہے' وہ حق سے بحق پہنچ جاتا ہے۔ وہ حق سے حق کو دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو درمیان میں نہیں رکھتا۔ اپنے آپ کو حق میں فنا کر لیتا ہے۔ (عقل بیدار)

سورۃ التکاثر میں اللہ تعالیٰ نے اللہ پر ناقص یقین رکھنے والوں پر سخت افسوس کا اظہار کیا ہے اور اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ کاش ان لوگوں کا ایمان علم الیقین کی حد تک ہی درست ہوتا۔ انہوں نے اللہ کو' دنیا کو' آخرت کو صرف علم کی حد تک تو اچھی طرح جاننے کی کوشش کی ہوتی کیونکہ عام مسلمان تو اللہ کے متعلق اتنا بھی جاننے کی کوشش نہیں کرتا اور اندھوں' بہروں کی طرح اس کی عبادت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: تمہیں کثرتِ مال کی ہوس اور غرور نے (اللہ پر یقین) سے غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے۔ ہرگز نہیں! تم عنقریب (اس دنیا کی بے ثباتی کو) جان لو گے۔ پھر (آگاہ کیا جاتا ہے) ہرگز نہیں! عنقریب تمہیں (اپنا انجام) معلوم ہو جائے گا۔ کاش تم (اللہ کو کم سے کم) علم الیقین کے ساتھ جانتے (تو دنیا میں یوں کھو نہ جاتے)۔ تم دوزخ کو ضرور دیکھ کر رہو گے۔ پھر تم اسے ضرور عین الیقین سے دیکھ لو گے پھر اس دن تم سے (اللہ کی)

نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔ (سورۃ التکاثر)

تمام اولیاء کرام نے مسلمانوں کو اللہ پر یقین کے ان مراتب پر درجہ بدرجہ پہنچنے کی تلقین کی ہے تاکہ ان کا ایمان درست اور کامل ہو۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

☆ محاسبہ کے بعد یقین کو لازم پکڑو کیونکہ یقین ایمان کی اصل ہے۔ بغیر یقین کے نہ فرض ادا کیے جائیں گے اور نہ یقین کے بغیر دنیا میں زہد کیا جائے گا۔ (الفتح الربانی)

☆ تم اسلام کی حقیقت حاصل کرو تاکہ تم ایمان تک پہنچ جاؤ پھر ایمان کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو تاکہ تم درجۂ یقین تک پہنچ جاؤ۔ پس اس وقت تمہیں وہ چیزیں نظر آنے لگیں گی جو اس سے پہلے تم نے نہ دیکھی ہوں گی اور وہ تمہیں تمام اشیاء کو حقیقی صورتوں میں دکھائے گا۔ خبر معائنہ بن جائے گی۔ وہ یقین قلب کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں لے جا کر کھڑا کرے گا اور سب چیزوں کو اسی کی طرف دکھائے گا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 49)

☆ جب تیرا ایمان یقین بن جائے گا، تیری معرفت علم بن جائے، اس وقت تو خدائی کارندہ بن جائے گا۔ (الفتح الربانی)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ یقین کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

☆ صدق کے معنی ہیں یقین، اور یقین یقین سے حاصل ہوتا ہے۔ یقین خاص دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوتا ہے۔ یقین جبین کو سجدہ ریز رکھتا ہے اور جو سجدے کا تارک ہے، وہ شیطان لعین ہے۔

(1)

عبادت حق ببر تا وقتِ مردن
یقین شد از یقین ایمان بردن

(2)

یقین قرآن برو اعمال کردن
یقین آنست کہ خود باحق سپردن

(3)

یقین سرمایہ ایمان نورش
یقین با معرفت قرب حضورش

(4)

یقین از یک پدر یک پسر باشد
دوئی شیطان را از دل تراشد

(5)

یقین دیدہ چشم خویش بیند
کہ صحبتِ عارفاں باہم نشیند

(6)

یقین از حق شود حق راز اللہ
خطے درکش بگرد لاسوی اللہ

(7)

یقین برد حضوری بے ریاضت
یقین شد از یقین صاحب اجازت

(8)

کسے راشد یقین باحق بحاصل
رسد حق الیقین عرفان واصل

1. ترجمہ: عبادتِ حق مرتے دم تک کرتے رہو حتیٰ کہ حدِ یقین تک پہنچ جاؤ کہ یقین ہی سلامتیٔ ایمان کی ضمانت ہے۔

2. ترجمہ: یقین قرآن پر عمل کرنے کا نام ہے اور یقین یہ ہے کہ خود کو سپردِ خدا کر دیا جائے۔

3. ترجمہ: یقین ایمان کا نوری سرمایہ ہے اور اُس کا تعلق معرفتِ قربِ حضور سے ہے۔

4. ترجمہ: یقین ایسا ہونا چاہیے جیسا کہ ایک بیٹے کو باپ کا ہوتا ہے، یہ یقین ہی تو ہے جو دل سے شیطانی دوئی کو باہر نکالتا ہے۔

5. ترجمہ: یقین آنکھ ہے جس سے اگر کوئی خود بینی کرنا سیکھ لے تو اُسے عارفوں کی صحبت و ہم نشینی نصیب ہو جاتی ہے۔

6. ترجمہ: یقین سے اسرارِ الٰہی کھلتے ہیں، یقین سوائے اللہ کے ہر چیز کی نفی کرتا ہے۔

7. ترجمہ: یقین بغیر کسی ریاضت کے حضوری تک پہنچاتا ہے لیکن یہ یقین کسی صاحب یقین ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

8. ترجمہ: جسے یقین حاصل ہو جاتا ہے اُسے عرفان حق نصیب ہو جاتا ہے اور وہ واصل باللہ ہو کر حق الیقین کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔

اہلِ حرب کافروں، رافضیوں، خارجیوں اور منافقوں کو یقین نصیب نہیں ہوتا کہ یقین کا تعلق پاکیزگی حق سے ہے اور یہ خبیث لوگ قرآن و حدیث اور اہل سنت و الجماعت کے مخالف ہیں۔ ان کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا کہ ان کا اعتقاد جیفہ باطل غلیظ پر ہے۔ اہلِ سنت والجماعت کو وہ یقینِ کامل نصیب ہوتا ہے کہ خواہ اُس کے پاس دن بھر کی خوراک بھی نہ ہو اور کوئی اُسے سونے کے ایک لاکھ سکے پیش کرے تو اُس کے بدلے یقین سے دست بردار نہیں ہوتا کیونکہ دینِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اُسے معرفتِ قربِ الٰہی کا بہتر انعام حاصل ہو جاتا ہے۔

جان لے کہ یقین کے چار حروف ہیں ''ی ق ی ن''۔ حرف ''ی'' سے یقین ''یگانۂ حق'' کرتا ہے۔ حرف ''ق'' سے قربِ حق بخشتا ہے۔ حرف دوسری ''ی'' سے ''یکتا بحق'' کرتا ہے اور حرف ''ن'' سے نفس کو ہوا و ہوس سے نیست و نابود کرتا ہے، صاحبِ یقین متوکل ہوتا ہے اور ہمیشہ اعلان کرتا رہتا ہے کہ: ''میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔'' (عین الفقر)

یقین کی اہمیت اور مراتب و درجات کو جان لینے کے بعد یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ ہر یقین اصل یقین اور نور نہیں بلکہ بیشتر یقین تو یقین کے زمرے میں ہی شمار نہیں ہوتے اور انہیں یقین کی بجائے ''گمان'' کہنا بہتر ہوگا۔ یہ وہ یقین یا گمان ہے جو یہود و نصاریٰ و کفار کو اپنے اپنے مذہب اور عقیدے پر ہے، بیشک ایسا یقین سراسر ظلمت و گمراہی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے بہت سے خودساختہ یقین بھی انہیں گمراہ کر دیتے ہیں مثلاً اللہ کے کسی سات آسمانوں سے پرے عرش پر مقید ہونے کا یقین، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانی حقیقت کو نظرانداز کر کے ان کے عام بشر ہونے کا یقین، اپنی عبادات پر یقین، اپنے عقیدے پر ایسا یقین کہ کسی دوسرے کی حق بات کو سننا بھی گوارا نہ کرنا، ایسے یقین تکبر میں شمار ہو کر ان لوگوں کو حقیقت سے بہت دور لے

جاتے ہیں۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''لوگوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ ناقص و خام لوگوں کا یقین بھی انہیں مقاماتِ عرش و کرسی اور لوح و قلم تک لے جاتا ہے، ان کا یقین تو الٹا انہیں معرفت و وحدانیتِ الٰہی سے دور کر دیتا ہے، اس کے برعکس صدیقوں اور عارفوں کا یقین انہیں ہر وقت مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری اور معرفتِ الٰہی میں غرق رکھتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

آپ رحمتہ اللہ علیہ یقین کی اقسام بتاتے ہوئے فرماتے ہیں ''جو کوئی یقین کا مرتبہ پالیتا ہے، وہ اسی دم واصل ہو جاتا ہے اور بے یقین کے لیے یہ سب کہنا سننا بے کار رہتا ہے۔ یقین کی تین اقسام ہیں:

(۱) یقینِ فراری: بت پرستوں، کفار، اہلِ زنار کا یقین اسی قسم کا ہوتا ہے۔

(۲) یقینِ اقراری: جو کلمہ طیبہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کے زبانی اقرار اور تصدیقِ قلبی سے تعلق رکھتا ہے۔

(۳) یقینِ اعتباری: ایسا یقین اہلِ یقین کو تصدیق با توفیق سے حاصل ہوتا ہے، اس قسم کا یقین پہاڑ کی مانند ہوتا ہے جو نہ جنبش کھاتا ہے اور نہ لرزہ۔ نہ ہی کبھی غلط (غل و غش) میں مبتلا ہوتا ہے۔ یقین ایک نوری صورت اور فقر کی ایک صفت ہے، جو عاجزوں کی دستگیری کرتا ہے۔ اسے سلطان الفقر بھی کہتے ہیں، جس کسی کے وجود میں خاص یقین داخل ہو جاتا ہے وہ بے دینی کے مرتبہ سے باہر نکل آتا ہے۔ (عقلِ بیدار)

اصل یقین جو نور ہے اور نور (اللہ) تک پہنچاتا ہے کیا ہے اور کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

★ اصل یقین است یقینِ مصطفیٰؐ
اصل یقین است یقینِ مرتضیٰؓ

ترجمہ: اصل یقین یقینِ مصطفیٰ ﷺ ہے اور اصل یقین یقینِ مرتضیٰ ﷺ ہے۔

★ یقین باشد خلاف نفس دائم
یقین با زندگی دل ہست قائم

ترجمہ: یقین ہمیشہ خلاف نفس چلنے سے حاصل ہوتا ہے اور اُس کا انحصار حیاتِ قلب پر ہے۔

☆ جو یقین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج کی رات قاب قوسین کے مقام پر حاصل ہوا تھا وہی یقین معراج اب عارف باللہ مومنوں کو ہر وقت ذکر اَللّٰہُ سے نصیب ہوتا ہے۔ (عقلِ بیدار)

☆ پس ہر چیز کا دار و مدار تصدیقِ دل (یقین) پر ہے۔ تصدیقِ دل کہاں سے نصیب ہوتی ہے؟ ذکرِ قلب سے۔ ذکرِ قلب کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟ مرشد واصل سے۔ شیخ مرشد کسے کہتے ہیں؟ شیخ مرشد واصل دل کو زندہ کرنے والا اور نفس کو مارنے والا ہوتا ہے۔ (عین الفقر)

یعنی وہ نورِ یقین جو بندے کو اللہ سے واصل کرتا ہے نہ وہ زائد عبادات سے حاصل ہوتا ہے، نہ ورد وظائف سے بلکہ اس کے لیے پہلی ضروری چیز دِل میں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جاگنا ہے جو ایمان کی جان ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی میں روحانی حیات حاصل کر کے معراج یعنی دیدارِ الٰہی کے حصول کے لیے نفس کو مارنا ضروری ہے اور نفس کا مارنا اس کی خواہشات کا مارنا ہے۔ نفس کے خلاف لڑنے میں مدد مرشد کامل کی مہربانی سے حاصل ہوتی ہے جو ذکرِ اَللّٰہُ عطا کر کے طالب کا تزکیۂ نفس بھی کرتا ہے اور اس کو روحانی حیات بھی عطا کرتا ہے۔ چنانچہ نورِ یقین کے حصول کے لیے چار چیزیں ضروری ہیں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، مرشدِ کامل اکمل کا ساتھ، ذکر و تصور اسم اَللّٰہُ ذات اور نفسانی خواہشات سے نجات۔

اب اہم بات یہ ہے کہ راہِ فقر میں یقین کن کن باتوں پر کرنا ضروری ہے۔ اوّل مرشد کامل کی کاملیت پر، اس کے مقام و مرتبے پر اور اس کی ہر بات پر خواہ وہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ دوم اسم اَللّٰہُ ذات پر کہ یہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق دیدار و معرفتِ الٰہی کی کلید ہے۔ اعتقاد سے کیا گیا اسم اَللّٰہُ ذات کا ذکر ہی مرشد کے مقام کو بھی واضح کرتا ہے اور دیدار و مشاہدہ کی راہ کھولتا ہے۔ سوم مرشد کامل کی مہربانی اور ذکر و تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات سے حاصل ہونے والے باطنی مشاہدات پر یقین کرنا از حد ضروری ہے کہ ظاہر و باطن میں طالب کو جو جو تبدیلیاں محسوس ہوں اپنی ذات میں اور ارد گرد کے حالات میں وہ مرشد کامل اور اسم اَللّٰہُ ذات ہی کی مہربانی سے ہو رہی ہیں۔ جب ترقی کر کے طالب کو علمِ دعوت کے ذریعے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری حاصل ہو اور وھم کے ذریعے اللہ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہو اور وہ دیدارِ الٰہی کے بلند ترین مراتب پر جا پہنچے تو مرشد کی اس عطا پر بھی یقین کرنا بے حد ضروری ہے ورنہ بے یقینی اسے ان مراتب سے محروم بھی کر سکتی ہے۔ باطن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے احکامات پر یقین کرنا اور ان پر عمل کرنا بھی بے حد ضروری ہے، جس قدر باطن پر یقین ہوگا اسی قدر باطنی ترقی زیادہ ہوگی اور قربِ الٰہی میں اضافہ ہوگا۔ مرشد اور طالب کا رشتہ ہی یقین و اعتقاد پر قائم ہے اگر یہ نہ ہوگا تو نہ طالب خود کو ٹھیک طور پر تزکیۂ نفس کے لیے مرشد کے حوالے کرے گا اور نہ ہی مرشد کی طرف سے مہربانی ہوگی۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

☆ مرشد کا مرتبہ اسم اَللّٰہُ کی تلقین کا ہے اور طالب کا مرتبہ اسم اَللّٰہُ پر یقین کا ہے اور اہل یقین اپنی آنکھوں سے حضوری مشاہدہ کرنے والے کو کہتے ہیں جس کو یہ مراتب حاصل نہیں وہ پیری مریدی کی راہ سے ہی واقف نہیں۔ پیر کو چاہیے کہ مرید کو لوحِ محفوظ دکھا دے تا کہ طالب مرید کا اعتبار قیامت تک درست ہو جائے اور اگر طالب اپنے مرشد کی (بات کا) اعتبار نہ کرے تو مرشد توجہ باطنی سے اس کو مجلسِ محمد رسول اللہ ﷺ میں حاضر کر کے نبی صاحب سے تلقین کروائے تا کہ قیامت تک کے لیے طالب صاحبِ یقین ہو جائے۔ (عقلِ بیدار)

☆ طالب عارف باللہ باعیاں اشرف الانسان ہے۔ وہ مرشد سے علمِ دیدار کا سبق پڑھتا اور مرشد کے فرمان پر یقین کرتا اور اسے حق جانتا ہے تو ایسے طالب صادق کو مرشد توجہ باطنی سے مشرف دیدار کر دیتا ہے۔ (عقلِ بیدار)

بقیہ: صفحہ نمبر 22 پر

رپورٹ





عرس پاک
سلطان الفقر ششم
حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ

منعقد 21 ستمبر 2012ء بروز جمعتہ المبارک (3۔ ذیقعد 1433ھ)
(بمقام: مرکزی خانقاہ سلسلہ سروری قادری سلطان الفقر ہاؤس 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور)

رپورٹ: محمد راشد سروری قادری

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفِ لطیف رسالہ روحی شریف میں پانچ سلطان الفقر ہستیوں کے ناموں کا انکشاف فرمایا اور دیگر دو ارواح کے بارے میں فرمایا کہ اُن کا ظہور ابھی ہونا ہے۔ ان میں سے ایک روح مبارک عالمِ وحدت سے عالمِ کثرت کی طرف 14 اگست 1947ء بروز جمعتہ المبارک بمطابق 27 رمضان المبارک 1366ھ کو صبح بوقتِ سحر تشریف لائی۔ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ساری حیات مبارکہ میں ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کا فیض عام فرمایا اور طالبانِ مولیٰ کی بے مثال رہنمائی کے بعد 26 دسمبر 2003ء بمطابق 2 ذیقعد 1427ھ بروز جمعتہ المبارک کو اس جہانِ فانی سے اپنے پروردگار کی طرف تشریف لے گئے۔ اسی لحاظ سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال ہجری تقویم کے مطابق ذیقعد کے پہلے جمعتہ المبارک کو منعقد کیا جاتا ہے۔

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کے نویں سالانہ عرس مبارک کی تقریب 21 ستمبر 2012ء بروز جمعتہ المبارک آپ رحمتہ اللہ علیہ کے فرزندِ حقیقی اور محرم راز خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی زیر سرپرستی مرکزی خانقاہ سلسلہ سروری قادری بمقام سلطان الفقر ہاؤس 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور میں منعقد ہوئی۔ بعد نمازِ جمعہ آپ مدظلہ الاقدس تشریف لائے تو طالبانِ مولیٰ ومحبین نے تکبیر ورسالت کے نعروں سے آپ مدظلہ الاقدس کا استقبال فرمایا۔

پاکستان کے دور دراز علاقوں اور قصبوں، خصوصاً اوکاڑا، ساہیوال، خانیوال، وہاڑی، ملتان، بہاولپور، احمد پور شرقیہ، اوچ شریف، علی پور، خان پور، رحیم یار خان، کراچی، حیدرآباد، کوئٹہ، چونیاں، پتوکی، چشتیاں منڈی، اسلام آباد، راولپنڈی، جہلم، سرائے عالمگیر، فیصل آباد اور لاہور سے بھی بے شمار طالبانِ مولیٰ اور محبین نے عرس مبارک میں شرکت فرما کر فیوض وبرکات سے دامن بھرا۔

جب آپ مدظلہ الاقدس مسندِ تلقین وارشاد پر جلوہ افروز ہوئے تو نقیبِ محفل محمد اسد خان سروری قادری صاحب نے محفل پاک کا آغاز کرتے ہوئے کہا:

''اے امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرزندو! اے تحریک دعوتِ فقر کے متوالو! میں تحریک دعوتِ فقر اور آپ سب کی طرف سے حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ پادری ٹیری جونز اور پروڈیوسر نکولا بیسلے ملعون، لعنتی اور گستاخوں نے ہمارے آقا، ہمارے ہادی، رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں جو گستاخی کی ہے اس معاملہ کو بین الاقوامی سطح پر اٹھائے اور امتِ مسلمہ کو ایسا بین الاقوامی قانون بنانے کے لیے حرکت میں آئے کہ آئندہ کوئی گستاخ کسی بھی نبی، رسول اور خاص طور پر امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کرے تو اس کی سزا، سزائے موت سے کم نہ ہو۔ تحریک دعوتِ فقر اس امریکی بے حسی اور گستاخی کی پُرزور مذمت کرتی ہے کیونکہ

حرمتِ رسولؐ پر جان بھی قربان ہے

یہ یورپی، امریکی عیسائیوں اور خاص طور پر یہودیوں کی سازش ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جانثاروں کے دلوں سے عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نکال دیا جائے اور انہیں بے حس کر دیا جائے لیکن اے گستاخو، لعنتیو سن لو تمہارے دن اب گنے جا چکے، تم نے امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو للکارا ہے حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں گستاخی کی ہے اس کی سزا سے تمہیں اب کوئی نہیں بچا سکتا۔

عزیز ساتھیو! آج ہمارے مرشد پاک کے مرشد پاک سلسلہ سروری قادری کے تیسویں امام یعنی سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال مبارک 2 ذیقعد 1424ھ بمطابق 26 دسمبر 2003ء بروز جمعتہ المبارک کو ہوا اس لیے ذیقعد کے پہلے جمعتہ المبارک کو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے عرس کی محفل خانقاہ سلسلہ سروری قادری سلطان الفقر ہاؤس میں منعقد کی جا رہی ہے۔ ہماری خوش نصیبی ہے کہ خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس خود اس محفل کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔

سلطان الفقر کی لازوال معرفت کوئی ایک ہی حاصل کر سکتا ہے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب امیر الکونین میں فرماتے ہیں ''ہزاروں ہزار میں سے کوئی

ایک ایسا ہوتا ہے جو سلطان الفقر کی لازوال معرفت حاصل کرتا ہے''۔ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی لازوال معرفت بھی ایک طالب نے ہی حاصل کی اور وہ ہمارے مرشد حضرت سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس ہیں۔ آپ مدظلہ الاقدس اپنی رباعیات میں فرماتے ہیں:

میرے جسم کے لوں لوں میں سما گیا یار میرا
میں کھو گیا اور آ گیا یار میرا
میں ظاہر میں تلاش کرتا رہا جسے
میرا قالب ہی بن گیا یار میرا

آپ مدظلہ الاقدس مزید فرماتے ہیں

نجیبؔ نہ رہا باقی، یار کی ذات میں فنا ہو گیا
اپنے غیر سمجھ نہ سکے، کہتے ہیں کیا سے کیا ہو گیا
سنو! نجیبؔ تو کب کا مر چکا اے دوستو
یار سے جب یار ملا، میں میں نہ رہا ''وہ'' ہو گیا

❁ اسم اَللّٰہُ ذات کے بارے میں محمد اسد خان سروری قادری صاحب نے کہا:

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ عین الفقر میں فرماتے ہیں ''تمام ظاہری باطنی علوم اور تمام آسمانی صحائف اور کتب کا علم قرآنِ مجید میں ہے اور تمام قرآن مجید سورۃ فاتحہ میں ہے اور تمام سورۃ فاتحہ بسم اللہ میں ہے اور تمام بسم اللہ ''اسم اَللّٰہُ'' ذات میں ہے۔

ہمارے مرشد پاک خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس اسم اَللّٰہُ ذات کے بارے میں فرماتے ہیں:

اسم اَللّٰہُ ذات ہی دیتا ہے انسان کو اصل حیات
اسی سے سینۂ ہستی سے خواہشات غیر اللہ کی ممات
اپنے رُخ سے اٹھاتا ہے یہ حجاب اس وقت
عطا کرے جب اسے صاحب مسمّٰی اسم ذات

محفل پاک کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا جس کی سعادت حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری کو حاصل ہوئی۔

نقیب محمد اسد خان سروری قادری صاحب نے قصیدہ بردہ شریف کی شان بیان کرتے ہوئے کہا:

آقا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ حقیقت بیان کرنا کسی کے بس میں نہیں ہے کیونکہ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ ''میری حقیقت کو میرے اور میرے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا'' اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر خود بلند فرما دیا ہے (وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ) اب کسی کی کیا مجال۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حقیقت تک معمولی سی رسائی حاصل کر لی اس نے ابدی حیات حاصل کر لی۔ ایک حبشی غلام حضرت بلالؓ آپ کی حقیقت تک رسائی حاصل کرتا ہے تو احد احد پکار اٹھتا ہے۔ وہ غلام بلال سے سیدنا بلالؓ ہو جاتے ہیں۔ اُن کے قدموں کی چاپ عرشِ بریں پر سنائی دیتی ہے، وہ اگر اذان نہ دیں تو اللہ تعالیٰ طلوعِ سحر نہیں فرماتا۔ یہی مثال تمام صحابہ کرامؓ، اولیاء کرامؒ اور فقرا کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منسلک ہوئے اور ابدی حیات پا گئے۔ بوصیریؒ نام کے معمولی شاعر بھی تھے جو صرف بادشاہوں، امراء، رؤساء اور حکمرانوں کی شان میں قصیدے لکھتے تھے، فالج کا حملہ ہوا تو کوئی پوچھنے نہ آیا۔ بے بسی کے عالم میں آقا پاک رحمتہ اللعالمین کو پکارا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں وہ تاریخ ساز قصیدہ لکھا جس کو قصیدہ بُردہ شریف کے نام سے دوام حاصل ہوا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں وہی قصیدہ سنا رہے ہیں۔ قصیدہ کے اختتام پر آقا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی چادر مبارک اتار کر بوصیریؒ پر ڈالی۔ جب صبح بوصیریؒ بیدار ہوئے تو وہی چادر بدن پر تھی اور بدن تندرست تھا۔ بازار میں نکلے تو ایک شخص ملا اور کہا وہی قصیدہ بُردہ سناؤ جو تم نے رات مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سنایا تھا۔ یوں اس قصیدہ نے بوصیریؒ کو امام بوصیریؒ بنا دیا اور ان کے قصیدہ کو تا قیامت عام کر دیا۔ حاسدین نے لاکھ کوششیں کیں کہ جلا کر ختم کر دیں لیکن جسے آقا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت ہو جائے وہ چیز ابدیت حاصل کر لیتی ہے۔ عزیز ساتھیو! یہاں تو غار حرا اور غار ثور جیسے بنجر غاروں کو نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے ابدیت حاصل ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ رحمت میں قصیدہ بردہ شریف کا نذرانہ محمد ساجد سروری قادری، حیدر علی سروری قادری اور ڈاکٹر امجد علی سروری قادری نے پیش فرمایا۔ اس کے بعد محمد ساجد سروری قادری نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عظمت میں درج ذیل ہدیہ نعت پیش کیا:۔

میں لجپالاں دے لڑ لگی ہاں مرے توں غم پرے رہندے
میری آساں امیداں دے سدا بوٹے ہرے رہندے

❁ اس کے بعد نقیبِ محفل محمد اسد خان سروری قادری صاحب نے مفتی محمد فاروق ضیا سروری قادری صاحب کو دعوت دی کی وہ تشریف لائیں اور سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات پر روشنی ڈالیں۔

❁ مفتی فاروق ضیاء سروری قادری صاحب نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی حیات وتعلیمات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا:

''اے عزیزانِ من! اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ (المائدہ۔35)

ترجمہ: ''اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور میری طرف وسیلہ پکڑو''۔

تقویٰ دلی کیفیت کا نام ہے۔ تقویٰ قلبی طور پر اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا نام ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجتہ الوداع کے موقعہ پر اپنے اصحاب سے فرمایا:

''کسی عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے تقویٰ میں سب سے زیادہ اعلیٰ ہے''۔

اسی تقویٰ کے حوالے سے صحابہ کرامؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تقویٰ کیا ہے''؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی سے اپنے قلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ''تقویٰ یہاں ہے''۔ یعنی اپنے قلب میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو پالینے کا نام تقویٰ ہے۔ اسی حوالے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ

ترجمہ: ''کیا انہوں نے اپنے اندر تفکر نہیں کیا''۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے قلبِ مومن میں اپنی موجودگی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ

ترجمہ: اور میں تمہارے اندر ہوں کیا تم دیکھتے نہیں''۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیفِ لطیف ''سلطان الوھم'' میں حدیث پاک نقل فرماتے ہیں رَاَیْتُ قَلْبِیْ رَبِّیْ ترجمہ: ''میں نے اپنے رب کو اپنے دل میں دیکھا''۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام بھی یہی فرماتے ہیں کہ ''اللہ نے مجھ پر وحی کی اور پوچھا کیا تم نے میرا دیدار کیا ہے اور میری معرفت پائی ہے''؟ میں نے عرض کی کہ ''نہیں''، تو فرمان ہوا کہ ''تیرا دل تو میرا مشاہدہ کرتا ہے لہٰذا تو اپنے دل میں میرا دیدار کر''۔ چنانچہ قلب میں اللہ کا دیدار ممکن ہے لیکن اس کے لیے مرشد کامل اکمل کا وسیلہ ضروری ہے اور ساتھ ساتھ ذکر وفکر کی بھی ضرورت ہے۔

شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ذکر تے فکر قبول تداں دل مرشد دا رابطہ دار ہووے

اور اسی تفکر کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین درجوں میں تقسیم کرتے ہوئے فرمایا:

۱) ایک لمحہ کا تفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

۲) ایک لمحے کا تفکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

۳) ایک لمحے کا تفکر ثقلین (دونوں جہانوں) کی عبادت سے بہتر ہے۔

ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ابتدائی درجہ کا تفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور متوسط درجہ کا تفکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے اور انتہائی درجہ کا تفکر جن وانس کی عبادت سے اعلیٰ ہے۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ اسی انتہائی درجہ کے تفکر کے بارے میں فرماتے ہیں:

بر مقامِ خود رسیدن زندگی است
ذات را بے پردہ دیدن زندگی است

ترجمہ: ''مقامِ خودی یعنی مقامِ فقر پر پہنچ کر ذاتِ الٰہی کو بے حجاب دیکھنے کا نام زندگی ہے''۔ لیکن یاد رکھو کہ یہ حقیقت مرشد کامل اکمل کی صحبت ونگاہِ کامل سے حاصل ہوتی ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو پاکی بن پاک ماہی دے سو پاکی جان پلیتی ھُو

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

''انسانی وجود کا مرکز قلب ہے اور قلب کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے''۔ جب قلب کا تعلق اپنے مرکز یعنی ذات الٰہی سے جُڑ جاتا ہے تب پاکی نصیب ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر انسانی وجود کے اندر خون موجود ہے جو دل سے پاکی حاصل کر کے تو پورے وجود میں گردش کرتا ہے۔ اگر یہ خون وجود کے اندر موجود ہے تو پاک ہے اور جب وجود سے باہر بہتا ہے تو ناپاک ہوجاتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ وجہ یہ ہے کہ جب تک اُس کا تعلق مرکز کے ساتھ تھا تو پاک تھا جب مرکز سے جدا ہوا تو ناپاک ہوگیا۔ اسی حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:۔

قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جدائی
ہو جو صاحبِ مرکز تو خودی کیا ہے خدائی

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ اسی حقیقت کے حوالہ سے اکثر ایک مثال دیا کرتے تھے کہ ''جس طرح بیج میں پورا درخت موجود ہے اسی طرح انسان میں اللہ تعالیٰ کی ذات پوشیدہ ہے جسے روحِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی کہتے ہیں''۔

آج کے اس پُرفتن دور میں شیطان اور شیطانی طرزِ فکر رکھنے والی طاقتیں اسی روحِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عرفان سے مسلمانوں کو بیگانہ رکھنے کی پوری کوشش کر رہی ہیں۔ حضرت علامہ اقبالؒ اس فتنہ سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمدؐ اِن کے بدن سے نکال دو

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ''انسان ہڈیوں کے ڈھانچے کا نام نہیں دراصل انسان تو ایک فنا ہونے والی چیز ہے جسے اُس ذات میں فنا ہو کر بقا حاصل کرنی ہے''۔

بے خبر غافل نہ ہو اپنا ٹھکانہ یاد کر
نال ماہی دے جو گزرا وہ زمانہ یاد کر
بھل گیاں ایں کر کے وعدہ سامنے محبوب دے
عالمِ لاھوت دا وعدہ پرانا یاد کر
غور کر کچھ اپنے اندر دربدر ٹھوکر نہ کھا
تیرے اندر ہے رکھا نوری خزانہ یاد کر
خالی پنجرہ چھوڑ کر پردیسی پکھی اُڑ ویسی
عارضی گھر چھوڑ دے اصل گھرانہ یاد کر
چھوڑ دے جنت دا لالچ چھوڑ دے دوزخ داغم
ہر دم حق یاھُو ماہی یگانہ یاد کر

مفتی محمد فاروق ضیاء سروری قادری صاحب نے اپنی تقریر کو اختتامی صورت دیتے ہوئے فرمایا:

''آج کے اس دور میں سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ کا سب سے بڑا فیض یہ ہے کہ آپؒ نے صوفیاء کرام کی یہ بات کہ اسمِ اعظم یعنی اسم اَللّٰہُ ذات کا چھپانا لازم اور ظاہر کرنا حرام ہے، کو الٹ دیا اور آپؒ نے اسم اَللّٰہُ ذات کے فیض کو اتنا عام کر دیا کہ آج گلی کوچوں میں اس کی دعوت دی جانے لگی ہے۔

عزیزانِ گرامی! جس طرح قرآن پاک کا عملی نمونہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ پاک ہے اسی طرح سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی ذات و تعلیمات کی عملی صورت اور نورِ معرفت کی ظاہری صورت کا نام سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس ہیں۔ آپ مدظلہ الاقدس وہ شمع ہدایت ہیں جنہیں طالبانِ مولیٰ کی رہنمائی کے لیے روشن کرنا سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی سب سے بڑی کرامت اور طالبانِ مولیٰ پر سب سے بڑا احسان ہے۔

آج اس فقر کی مثالی زندگی سے ہم ناواقف ہوگئے ہیں اس لیے ابتری کی زندگی گزار رہے ہیں اور حالت یہ ہے کہ

صوفی کی طریقت میں فقط مستیٔ احوال
ملا کی شریعت میں فقط مستیٔ گفتار
مجاہدانہ حرارت رہی نہ صوفی میں
بہانہ بے عملی کا بنی شرابِ الست

ہمیں اس مردِ حق، مردِ خود آگاہ باعمل صاحبِ الست کی صحبت ونشست چاہیے جو ہمیں فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور فخرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روشناس کروائے اور ہمارے قلب وروح کو ذکرِ الٰہی سے اس طرح گرمائے کہ ہماری

زندگی صحابہ کرامؓ کی چلتی پھرتی تصویر بن جائے۔

دے کہ احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

اور تب ہم کردار کے غازی بن کر اپنے نفس کے سومناتی مندر کو فتح کر کے اس فقر کے آشنا بن سکتے ہیں جس کے متعلق علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روحِ قرآنی

لیکن کرمِ کتابی[1] نے کرامات کو فقر سمجھ رکھا ہے۔ اقبالؒ فرماتے ہیں

تیری نگاہ میں ہے معجزات کی دنیا
میری نگاہ میں ہے حادثات کی دنیا

اللہ پاک ہمیں علمِ معرفت سے بہرہ ور فرمائے جو ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے یعنی معرفتِ الٰہی اور آج اس کام کے لیے تحریک دعوتِ فقر شب و روز ایک کئے ہوئے ہے اور دن بدن تحریک دعوتِ فقر اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس پر عمل پیرا ہو کر ترقی کی منزلیں طے کر رہی ہے جبکہ اطرافِ عالم میں دنیاوی زندگی کی دوڑ جاری ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعے اتباعِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی راہ پر چل کر قرب و وصالِ الٰہی نصیب فرمائے۔

بدلی نہ شرابِ عشق کبھی پر جام بدلتے رہتے ہیں
ہاں حق کا علم لہراتا ہے پر ہاتھ بدلتے رہتے ہیں
حالات سے لڑ کر جی لینا یہ حق والوں کی عادت ہے
حالات کی تُو تقلید نہ کر حالات بدلتے رہتے ہیں
تھا کل تک جو کچھ سوزِ جگر وہ دردِ جگر تو آج بھی ہے
ہے کام وہی پیغام وہی بس نام بدلتے رہتے ہیں

اختتامِ محفل پر محمد ساجد سروری قادری نے سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی شان میں حضرت سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی لکھی ہوئی منقبت پیش کی۔

سلطان محمد اصغر علی مظہرِ ذاتِ ربانی
روحِ باھُو محبوب شاہِ جیلانیؒ

تحریک دعوتِ فقر کی ویب سائٹ کا افتتاح

نقیبِ محفل محمد اسد خان سروری قادری صاحب نے تحریک دعوتِ فقر کی ویب سائٹ کا تعارف کرواتے ہوئے کہا:

''سامعین کرام! تحریک دعوتِ فقر (پاکستان) کا بنیادی مقصد اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی پہچان و معرفت کی دعوت دینا ہے۔ ادارہ سال 2006ء سے ماہنامہ سلطان الفقر اور کتبِ فقر کی اشاعت کے ذریعہ اپنے اس مشن کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ آج مورخہ 21 ستمبر 2012ء بروز جمعۃ المبارک عرس پاک سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کے مبارک موقع پر تحریک دعوتِ فقر مرشد پاک حضرت سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی اجازت و مہربانی سے اپنی ویب سائٹ کے ذریعہ اس پیغام کو پوری دنیا میں انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں تک پہنچانے کا آغاز کر رہی ہے۔

آپ اس ویب سائٹ کے ذریعہ تحریک دعوتِ فقر کے پیغام کا انگلش اور اُردو دونوں زبانوں میں مطالعہ کر سکتے ہیں۔ نہایت خوبصورت طرز پر ڈیزائن کی ہوئی یہ ویب سائٹ آپ کو درج ذیل سہولیات فراہم کرتی ہیں:

1) آپ تحریک دعوتِ فقر کے قیام اور اس کے اغراض و مقاصد کے بارے میں جان سکتے ہیں۔

2) ''ماہنامہ سلطان الفقر'' کا ہر ماہ کا نیا شمارہ آن لائن (Online) پڑھ سکتے ہیں۔

3) سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) کی شائع کردہ کتب کا آن لائن (Online) مطالعہ کر سکتے ہیں۔

4) سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ سے لے کر خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس تک تمام مشائخ سروری قادری کی مختصر مگر جامع سوانح حیات پڑھ سکتے ہیں۔

5) میلاد مصطفیٰ ﷺ اور دیگر سالانہ تقریبات کی ویڈیوز، تصاویر اور تقاریر بھی آن لائن (Online) دیکھی جا سکتی ہیں۔

6) عرفانِ نفس، دیدارِ الٰہی، ذکر و تصور اسم اَللّٰہُ ذات، مرشد کامل اکمل، مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، عشقِ حقیقی، بیعت اور فقر جیسے عرفانی اور روحانی موضوعات کا آن لائن (Online) مطالعہ کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ شجرۂ فقر، میڈیا گیلری، تحریکی سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ Frequently Asked Questions کے جوابات بھی جان سکتے ہیں۔

ویب سائٹ کا ایڈریس درج ذیل ہے:

- www.tehreekdawatefaqr.com
- www.tehreek-dawat-e-faqr.com

آپ ای میل ایڈریس:

- E-mail: sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com

کے ذریعے اپنے سوالات اور مسائل کا آن لائن (Online) جواب بھی جان سکتے ہیں۔

اس ویب سائٹ کی تیاری میں جن خوش نصیبوں نے حصہ لیا ان میں محمد رومان نوید سروری قادری، فواد اقبال سروری قادری اور فہد شہزاد سروری قادری شامل ہیں جنہوں نے شب و روز محنت کر کے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ میں تحریک دعوتِ فقر کی طرف سے ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اب میں التجا و گزارش کروں گا مرشد پاک خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس سے کہ وہ اپنے دستِ مبارک سے اس ویب سائٹ کا افتتاح فرمائیں''۔

☆ اس درخواست پر خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے کمپیوٹر کا بٹن دبا کر ویب سائٹ کا باقاعدہ افتتاح فرمایا تو تکبیر و رسالت کے نعروں سے فضا گونج اٹھی۔

☆ ختم شریف محمد ذوالفقار سروری قادری نے پڑھا اور پھر تمام ساتھیوں نے ہدیہ درود و سلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش کیا۔

آخر میں تمام ساتھیوں میں لنگر پاک تقسیم کیا گیا۔ بعد ازاں خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے افراد سے فرداً فرداً ملاقات فرمائی اور خوش نصیب افراد نے بیعت اور بغیر بیعت کے اسم اَللّٰہُ ذات کا ذکر و تصور حاصل کیا۔ اس طرح یہ بابرکت روحانی محفل حاضرینِ محفل پر فیوض و برکات کے خزانے لٹا کر اختتام پذیر ہوگئی۔

---

[1] کتابی کیڑا یعنی وہ علمائے ظاہر جنہوں نے صرف کتابی علم کو سب کچھ سمجھ رکھا ہے اور حقیقت اور حقیقت کے علم سے بالکل بے خبر ہیں۔

تحریک دعوتِ فقر (شعبہ خواتین) کی محفلِ عرس پاک کی رپورٹ

(بمقام المرتضیٰ 20۔ ہدایت اللہ بلاک مصطفیٰ ٹاؤن لاہور)

رپورٹ محترمہ روبینہ سروری قادری

تحریک دعوتِ فقر کے شعبہ خواتین نے 21 ستمبر 2012ء بروز جمعۃ المبارک بمطابق 3۔ ذیقعد 1433ھ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کے نویں عرس پاک کی باوقار تقریب المرتضیٰ ہاؤس 20 ہدایت اللہ بلاک مصطفیٰ ٹاؤن لاہور میں خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی زیرِ سرپرستی بی بی صاحبہ کی صدارت میں منعقد کی۔ ملک کے طول و عرض سے شرکاءِ محفل اس نورانی محفل کے فیض کے حصول کے لیے نمازِ جمعہ سے قبل ہی تشریف لا چکی تھیں۔ بعد نمازِ جمعہ بی بی صاحبہ کی ہال میں آمد کے بعد ان کی اجازت سے محترمہ میمونہ سروری قادری صاحبہ نے نقابت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے اس محفل کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے محترمہ میمونہ سروری قادری نے حکومت پاکستان کی جانب سے 21 ستمبر 2012ء کو منائے جانے والے یومِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حوالے سے تحریک دعوتِ فقر کی جانب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں ناپاک گستاخیاں کرنے والوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ''یہ ملعون یہودیوں، نصرانیوں اور کفار کی مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے اور انہیں بھڑکانے کی سازش ہے' ایسے موقع پر تمام مسلم امت کو متحد ہو کر پُر زور احتجاج کرنا چاہیے اور تمام اقوامِ عالم کو یہ باور کروا دینا چاہیے کہ ہم اپنے پیارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں ایک بھی ناپاک کلمہ نہیں سن سکتے۔ چونکہ ان ملعون کافروں کی گستاخیاں پچھلے چند سالوں میں حد سے بڑھتی جا رہی ہیں اس لیے اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تمام اسلامی ممالک مل کر اقوام متحدہ سے اس جرم کے مرتکب لوگوں کو سخت سے سخت سزا دلوائیں تاکہ آئندہ کسی لعنتی کو ایسا کرنے کی جراءت نہ ہو سکے۔

اس کے بعد محترمہ میمونہ سروری قادری نے سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی شانِ سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے ان اقوال کی روشنی میں بیان کی:

❁ ''سلطان الفقر کی مجلس توحید باری تعالیٰ کا ایک دریا ہے جو کوئی اس دریا کے کنارے پہنچ جاتا ہے وہ باوصال ہو جاتا ہے۔'' (محکم الفقراء)

❁ ''جب طالب مراتب رضا و قضا سے آگے بڑھ کر وحدتِ کبریا ولقائے الٰہی کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو قرب اللہ حضور سے ایک صورت نور ظاہر ہوتی ہے جو حورانِ بہشت سے زیادہ حسین، انوارِ الٰہی سے منور اور مشاہدہِ انوارِ دیدار اور معرفت و محبت میں سوختہ ہوتی ہے، اس کا نام سلطان الفقر ہے۔ یہ صورت عاشق ہوشیار سے بغل گیر ہو کر ملتی ہے جس سے طالب اللہ سر سے قدم تک لایحتاج ہو جاتا ہے اور اس کے وجود میں دنیا و عقبیٰ کا کوئی غم باقی نہیں رہتا۔'' (نور الھدیٰ کلاں)

❁ محفل کے باقاعدہ آغاز کے لیے محترمہ لائبہ خان سروری قادری کو تلاوت کلامِ پاک کی دعوت دی گئی جنہوں نے سورۃ لہب کی تلاوت و ترجمہ پیش کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں پر لعنت کی۔

ترجمہ: ''ٹوٹ گئے دونوں ہاتھ ابولہب کے اور نامراد ہو گیا وہ۔ نہ کام آیا کچھ اس کا مال اور نہ وہ جو اس نے کمایا۔ عنقریب جا پڑے گا وہ لپٹیں مارتی آگ میں۔ اور اس کی بیوی بھی اُٹھائے پھرنے والی ایندھن۔ اس کی گردن میں ہوگی رسی مونجھ کی۔'' (سورۃ لہب)

❁ نقیب محفل محترمہ میمونہ سروری قادری نے حاضرینِ محفل کو قصیدہ بردہ شریف کے متعلق بتایا کہ جب بوصیریؒ جو بادشاہ وقت کے دربار کے قصیدہ گو کی حیثیت سے جانے جاتے تھے، بیمار پڑے تو کوئی ان کی خبر گیری کو نہ آیا۔ اس لاچاری کے عالم میں آقا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کرتے کرتے آنکھ لگ گئی تو خواب میں آقا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زیارت کا شرف بخشا اور قصیدہ بُردہ شریف عطا فرمایا اور ساتھ ہی ایک چادر بھی عطا کی۔ جب بوصیریؒ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ وہی چادر تن پر پڑی ہے اور خود بیماری سے نجات حاصل کر کے بھلے چنگے ہو چکے ہیں۔ اُٹھ کر بازار کا رخ کیا تو راہ میں ایک شخص ملا جس نے کہا کہ ''وہی قصیدہ بُردہ شریف سناؤ جو رات کو آقا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عطا ہوا ہے''۔ بوصیریؒ حیران رہ گئے کہ ابھی تو وہ قصیدہ کسی کو سنایا ہی نہ تھا۔ اسی قصیدہ بُردہ شریف کو بقائے دوام حاصل ہوئی اور اسی کی بدولت قصیدہ گو بوصیریؒ امام بوصیریؒ بن گئے۔ اس کے بعد محترمہ میمونہ نے محترمہ سونیا سروری قادری اور ان کی ساتھی خواتین کو قصیدہ بردہ شریف پڑھنے کی دعوت دی جنہوں نے اسے عربی اور اردو دونوں زبانوں میں بڑے پُرجوش انداز میں پیش کر کے محفل کو گرما دیا۔

❁ بعد ازاں پیاری شہزادی صاحبزادی فاطمہ نجیب سروری قادری نے بہت ہی معصومانہ اور پیارے انداز میں سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ نعت پیش کیا ''جشن آمد رسول اللہ ہی اللہ'' اور پیاری بیٹی لائبہ اسد خان سروری قادری نے ''میں لجپالاں دے لڑ لگی ہاں میرے تو غم پرے رہندے'' پیش کی۔

❁ محترمہ عنبرین سروری قادری صاحبہ کو سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی شان میں تقریر کرنے کی دعوت دینے سے پہلے محترمہ میمونہ سروری قادری صاحبہ نے حاضرینِ محفل کو بتایا کہ کس طرح ہمارے مرشد پاک سلطان الفقر ششم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے بتایا کہ جب ہمارے مرشد پاک اللہ کی تلاش میں بے چین و بے قرار تھے اور اس کے لیے مرشد کامل کا وسیلہ ڈھونڈنے کے لیے سرگرداں تھے تو سلطان الفقر ششم نے دو بار خواب میں زیارت عطا کی اور خود آپ مدظلہ الاقدس کو بلایا کہ ''بیٹا اب آ جاؤ ہم بہت دیر سے تمہارا انتظار فرما رہے ہیں''۔ اس بات کو سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

بستی بستی ڈھونڈا نگر نگر تلاش کیا
دلبر نہ ملا کہیں سفر دور دراز کیا
جب کریم نے کیا فیصلہ محرمِ دل بنانے کا
تو صاحب نے خود اپنے دیوانے کو تلاش کیا

❁ محترمہ عنبرین سروری قادری نے سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ کے چند گوشوں پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کے اسم اللہ ذات کے فیض کو عام کرنے کی جدوجہد کو ان الفاظ میں بیان کیا:

''معزز سامعین کرام! آج ذیقعد 1433ھ کے پہلے جمعۃ

المبارک کو سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے نویں عرس مبارک کے دن مرشد پاک کی مہربانی سے مجھے یہ سعادت حاصل ہو رہی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شان مبارک میں چند الفاظ عرض کرنے کی جسارت کروں۔

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ 14 اگست 1947ء بمطابق 27 رمضان المبارک 1366ھ بروز جمعۃ المبارک اس جہانِ ناسوت میں جلوہ گر ہوئے یعنی جس روز اس صفحۂ ہستی پر پہلی نظریاتی اسلامی مملکت وجود میں آئی اسی روز سلطان الفقر کا نور اس دنیا میں مجسم صورت میں وارد ہوا۔ چنانچہ ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ آزاد اسلامی مملکت امتِ مسلمہ کو سلطان الفقر ششم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے تحفے کے طور پر عطا کی گئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سخی سلطان باھوؒ کی اولاد پاک میں سے ہیں اور نویں پشت پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔ سلطان الفقر ششم سلطان محمد اصغر علیؒ نے جھنگ کے اسلامیہ سکول سے مڈل کا امتحان پاس کیا اور پھر نوشہرہ وادی سون ضلع خوشاب سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ آپؒ کو ازل سے ہی سلطان الفقر کا مرتبہ حاصل ہے اس لیے بچپن سے ہی آپؒ کا چہرہ مبارک نورِ حق سے منور تھا۔ آپؒ کے والد جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد بھی تھے، آپؒ کو "چن" کہہ کر مخاطب کرتے اور کسی بھی لمحہ خود سے جدا نہ ہونے دیتے اور آپؒ کی باطنی و روحانی تربیت پر خصوصی توجہ دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مرشد کی خدمت اس شاندار طریقے سے سرانجام دی جس کی مثال ملنا ناممکن ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سالہا سال تک اپنے مرشد کی صبح کی چائے بنانے اور کھانا پکانے کی ڈیوٹی دی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ڈیوٹی مرشد پاک کے گھوڑوں کی دیکھ بھال پر لگی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گھوڑوں کے متعلق تمام علم حاصل کیا تاکہ ان کی دیکھ بھال میں کوئی کسر نہ رہ جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گھوڑوں کی لید تک خود صاف فرماتے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ڈیوٹی لنگر پاک پر لگی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی نگرانی میں لنگر پکواتے، خود لنگر تقسیم فرماتے اور خود ہی برتنوں کی صفائی فرماتے۔ یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم ناقصوں کو یہ سمجھایا کہ مرشد کی ڈیوٹی کس لگن، ذمہ داری، خلوص اور عاجزی کے ساتھ کی جاتی ہے اور اس طرح طالب مرشد کی ذات میں فنا ہو کر فنا فی الشیخ اور پھر فنا فی اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور فنا فی اللہ بقا باللہ کے مقامات تک پہنچتا ہے۔

رسالہ روحی شریف میں حضرت سخی سلطان باھوؒ سات ارواحِ سلطان الفقراء کا تذکرہ فرماتے ہیں جو نور محمدی ﷺ سے بلاواسطہ اور سب سے پہلے تخلیق ہوئیں۔ آپؒ فرماتے ہیں "جان لے اے (طالبِ حق) کہ جب نورِ احمدی نے وحدت کے آراستہ گوشۂ خلوت سے مظاہرِ کثرت پر ظہور کا ارادہ فرمایا تو اس نے گرم بازاری کی لطافت سے اپنے حسن کی جلوہ افروزی کی۔ دونوں جہان شمعِ جمال پر پروانہ وار جلنے لگے تو اس نے میم احمدی کا نقاب اوڑھ کر صورتِ احمدی (ﷺ) اختیار کی اور جذبات وارادات کی کثرت سے سات بار اپنے آپ پر جنبش کی اور اس سے سات ارواحِ فقرا باصفا، فنا فی اللہ بقا باللہ تصورِ ذات میں محو، تمام مغز بے پوست، جو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال پہلے بحرِ جمال میں غرق تھیں، مرآۃ الیقین کے شجر پر ظاہر ہوئیں۔ انہوں نے ازل سے ابد تک ذاتِ حق کے سوا کسی چیز کو نہ دیکھا اور اللہ کے سوا کبھی کچھ نہ سنا وہ حریم کبریا میں ہمیشہ وصال کا ایسا سمندر بن کر رہیں جسے کوئی زوال نہیں"۔ (رسالہ روحی شریف)

ان سات ارواح کے بارے میں انکشاف فرماتے ہوئے حضرت سخی سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں "ان میں سے ایک روح خاتونِ جنت (حضرت فاطمۃ الزہراؓ) کی روح مبارک ہے۔ ایک خواجہ حسن بصریؒ کی روح مبارک ہے۔ ایک ہمارے شیخ، حقیقت الحق، نورِ مطلق، مشہود علی الحق حضرت سیّد محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی محبوبِ سبحانی قدس سرہٗ العزیز کی روح مبارک ہے۔ ایک سلطان انوار، سرِّ السرمد حضرت پیر عبدالرزاق فرزند حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ العزیز کی روح مبارک ہے۔ ایک ھاھویت کی آنکھ کا سرچشمہ، سرِّ اسرارِ ذاتِ یاھو فنا فی ھو فقیرِ باھُو (قدس سرہٗ العزیز) کی روح مبارک ہے اور دو ارواح دیگر اولیاء کی ہیں۔ ان ارواحِ مقدسہ کی برکت وحرمت ہی سے دونوں جہان قائم ہیں۔ جب تک یہ دونوں ارواح آشیانہ وحدت سے نکل کر عالمِ کثرت میں پرواز نہیں کریں گی قیامت قائم نہ ہوگی۔ ان کی نظر سراسر نورِ وحدت اور کیمیائے عزت ہے۔ جس شخص پر ان کے عنقائے نظر کا سایہ پڑ گیا اسے نورِ مطلق بنا دیا۔ انہیں اپنے طالبوں کو ورد اور وظائف کی مشقت میں ڈالنے کی حاجت نہیں"۔ (رسالہ روحی شریف)

جن دیگر دو ارواح کا ذکر حضرت سخی سلطان باھوؒ نے کیا ہے ان میں سے ایک روح حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ کی روح مبارک ہے۔ اس حقیقت کی بشارت بہت سے طالبانِ مولیٰ کو خواب میں دی گئی۔ اس کے علاوہ آپؒ کی ذات مبارک میں ان تمام نشانیوں کا موجود ہونا جو حضرت سخی سلطان باھوؒ نے رسالہ روحی شریف میں بیان کی ہیں، بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپؒ ہی سلطان الفقر ششم ہیں۔ آپؒ نے اپنی نگاہِ کامل سے ہزاروں طالبانِ مولیٰ کو ورد و وظائف کی مشقت میں ڈالے بغیر محض اپنی روحانی قوت اور تصرف سے فقر کے اعلیٰ ترین مقامات تک پہنچا دیا۔

آپؒ نے موجودہ زمانہ کے تقاضوں کے مطابق راہِ فقر میں انقلابی اقدامات کیے اور طالبانِ مولیٰ کے لیے اس راہ کو آسان ترین بنا دیا تاکہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو اس راہ پر گامزن کیا جا سکے۔ آپؒ سے پہلے فقر کی نعمت صرف خاص الخاص منتخب شدہ لوگوں کو عطا کی جاتی تھی اور اسمِ اعظم یعنی اسمِ اللہ ذات کو ظاہر کرنا شریعت کے خلاف سمجھا جاتا تھا لیکن آپؒ نے اپنے خاص روحانی مقام کی بدولت اس کو اُلٹ دیا اور اسمِ اعظم کو چھپانا حرام اور ظاہر کرنا لازم قرار دے دیا۔ اب ہر خاص و عام کو اسمِ اللہ ذات کی دعوت دی جا رہی ہے کیونکہ آپؒ اپنی اعلیٰ روحانی قوتوں کے باعث ہر خاص و عام کو بلند ترین روحانی مقام پر پہنچا کر اسمِ اعظم کی تجلیات برداشت کرنے کے لائق بنانے کی اہلیت رکھتے تھے۔

جیسا کہ قانونِ فطرت ہے کہ کائنات میں ہر چیز کا ایک توازن قائم رکھا جائے اسی قانون کے تحت جیسے جیسے دنیا میں شیطانیت بڑھتی جا رہی ہے اسی طرح روحانیت بھی اپنے عروج کی طرف گامزن ہے۔ حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ کی روحانی قوت اس کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

تعلیماتِ فقر و روحانیت کو عام کرنے کے لیے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس راہ پر گامزن کرنے کے لیے آپؒ نے ظاہری طور پر بھی بہت سے اقدامات کیے۔ آپؒ نے 1989ء میں ایک اصلاحی جماعت قائم کی۔ اصلاحی جماعت کے مبلغین کی تربیت تعلیم و تلقین کے ذریعے خود

فرماتے اور نگاہ اکمل سے ان کے وجود میں اسم اللہ ذات کا نور بھر دیتے اور تمام مبلغین اس نور کی روشنی میں خلق خدا کی رہنمائی فرماتے۔ آپ ؒ نے کئی لاکھ انسانوں کو اسم اللہ ذات عطا فرمایا اور بھولے بھٹکے راہی اپنی نگاہ اکمل سے صراط مستقیم کے مبلغ بنا دیئے۔ صرف پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا کے کئی ممالک میں اسم اللہ ذات کا فیض جاری وساری فرما دیا جو قیامت تک جاری رہے گا۔ (انشاء اللہ)

حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی ؒ نے 1994ء میں شعبہ نشر واشاعت قائم کیا جس کے تحت سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ کی کتب کو بہترین و خوبصورت ترجمہ اور طباعت کے ساتھ منظر عام پر لایا گیا۔ اپریل 2000ء میں ایک ماہنامہ "مرآۃ العارفین" کا آغاز کیا گیا جو حضرت سخی سلطان باھو ؒ کی تعلیماتِ فقر پر مبنی تھا۔

سلسلہ سروری قادری کی امامت ظاہری طور پر سنبھالتے ہی آپ ؒ نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ علماء اُمتِ محمدی ﷺ کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں صرف ظاہر پر توجہ دے رہے ہیں باطن کی طرف ان کی نظر نہیں ہے اس لیے اسلام کی عبادات روح سے خالی ہو چکی ہیں۔ ظاہر پر توجہ کی شدت کی وجہ سے مسلمان مختلف فرقوں اور مسلکوں میں تقسیم در تقسیم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اسلام کی حقیقی تعلیمات فرقہ پرستی کے اندھیروں میں گم ہوتی جا رہی ہیں لہٰذا ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن میں بھی لوگوں کی تربیت کرے اور لوگوں کو روحانی پاکیزگی کی طرف بلائے۔ جب انسان کا باطن روحانی بیماریوں مثلاً حسد، تکبر، لالچ، ہوس اور کینہ وغیرہ سے پاک ہو جاتا ہے تو اس کے ظاہری اعمال خود بخود درست ہو جاتے ہیں اور جب ایک معاشرے کے تمام افراد ظاہری و باطنی طور پر پاکیزہ ہو جاتے ہیں تو معاشرہ دینی و دنیاوی فلاح کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ اسی اصول کے تحت آج سے چودہ سو سال پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرب کے جاہل معاشرے کی اصلاح کر کے ایک فلاحی ریاست قائم کی۔ لیکن یہ ظاہری و باطنی فلاح اور پاکیزگی صرف ان کامل اولیا اللہ کے ذریعے ممکن ہے جو ایسی روحانی قوت اور تصرف کے حامل ہوں کہ دوسروں کی روحوں کو بیماریوں سے پاک کر سکیں۔

سلسلہ سروری قادری کے مشائخ کو امت محمدی ﷺ کی اصلاح کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایسی قوت اور اختیار حاصل ہوتا ہے۔

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی ؒ اپنے والد مرشد حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز ؒ کے 1981ء میں وصال کے بعد سے 2003ء میں اپنے وصال تک 23 سال مسند تلقین و ارشاد پر فائز رہے۔ اسی دوران آپ ؒ نے طالبانِ مولیٰ کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ اس خاص الخاص طالب مولیٰ کی تلاش بھی جاری رکھی جو اس لائق ہو کہ اسے مستقبل میں طالبانِ مولیٰ کی رہنمائی کے لیے خزانہ فقر منتقل کیا جا سکے۔ 1998ء میں سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی صورت میں آپ ؒ کو وہ طالب مولیٰ مل گیا۔ آپ ؒ نے تقریباً تین سال سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کو ظاہری و باطنی آزمائشوں سے پرکھ لیا اور پھر 2001ء میں سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس اور چند دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ بیت اللہ کے حج کے لیے تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ پہنچتے پر انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں انتخاب کے لیے پیش کر دیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بھی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کو فقر کی امانت سونپنے کے لیے چن لیا گیا۔ چنانچہ سلطان محمد اصغر علی ؒ نے خزانہ فقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کے سپرد کرنے کے بعد تقریباً دو سال ان کی ظاہری و باطنی تربیت فرمائی۔

2 ذیقعد 1424ھ (26 دسمبر 2003ء) بروز جمعۃ المبارک کو فقر کا یہ آفتاب کسی اور صورت میں جلوہ گر ہو کر اس دنیا سے ظاہری پردہ فرما گیا۔ سلطان محمد اصغر علی ؒ کو حضرت سخی سلطان باھو ؒ کے مزار مبارک پر نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد ان کے والد مرشد سلطان محمد عبد العزیز ؒ کے مزار میں ان کے دائیں پہلو میں دفن کیا گیا۔

تقریر کے بعد محترمہ میمونہ سروری قادری نے خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کی ایک رباعی پیش کر کے واضح کر دیا کہ سلطان الفقر ششم رحمتہ اللہ علیہ کا نور اب کس صورت میں اس دنیا میں جلوہ گر ہے۔ آپ مدظلہ الاقدس جب اپنے مرشد کے وصال کے اگلے ہی روز ان کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے تو ان کیفیات کو یوں بیان فرماتے ہیں:

جھکا جب مزارِ یار پر اَنْتَ اَنَا وَ اَنَا اَنْتَ کی آئی صدا
کی عرض کہ اس قابل نہیں ہوں، فرمایا یہی تو ہے ہماری عطا
دیکھ ذرا قلب کے اندر کہ یہ تو ہے کہ میں
دنیا اور وجود اپنا چھوڑ کر میں قالب تیرے میں آبسا

❁ اس کے بعد محترمہ سونیا سروری قادری نے بڑے پُرسوز انداز میں مرشد پاک سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کا اپنے مرشد سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کے عشق میں ڈوبا ہوا کلام پیش کیا جسے سن کر تمام حاضرین محفل کی آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔

سلطان محمد اصغر علی مظہر ذاتِ ربانی
روح باھو محبوب شاہ جیلانی
سلطان الفقر منبعِ فیض سلطانی
صاحب فقر، مقام لامکانی
مرادِ عزیزؒ سلطان، حیاتِ جاودانی
سلطان محمد اصغر علیؒ مظہر ذاتِ ربانی

ازل سے حاصل مرتبۂ حق الیقین
ہر لمحہ دیدارِ ذات میں محو امام مبیں
فقر باصفا فنا فی اللہ بقا باللہ بالیقیں
نگاہ نہ ہٹی حق سے کبھی تیری سلطانی میں
بحرِ حقیقت، وجودِ بشر، روحِ رحمانی
سلطان محمد اصغر علیؒ مظہر ذاتِ ربانی

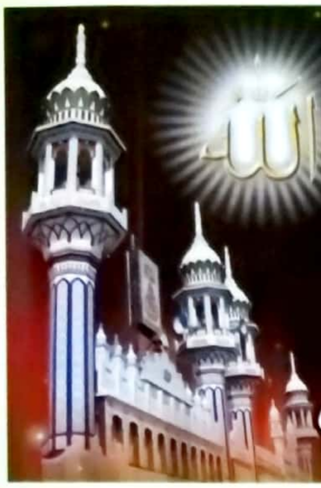
وہ محفلِ عشاق میں آپؒ کا دبے پاؤں آنا
عاشقوں سے نگاہیں ملا کے وہ نگاہوں کا جھکانا
ہلکے سے تبسم سے وہ دلوں کا گرمانا
دید میں تڑپتی روحوں کو اک نظر سے دیوانہ بنانا
نجیب ہوا انہی اداؤں سے گھائل دلبر جانی
سلطان محمد اصغر علیؒ مظہر ذاتِ ربانی

❁ محترمہ عرشیہ سروری قادری نے بہت محبت اور عقیدت سے بارگاہِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ہدیہ نعت پیش کیا:

کی کی نہ کیتا یار نے اک یار واسطے
رب محلاں سجایاں نیں سرکارؐ واسطے

اس کے بعد محترمہ عنبرین مغیث سروری قادری نے حضرت علامہ اقبالؒ کی نظم "کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں" پڑھی اور اس کے چند اشعار کی شرح پیش کی۔

بقیہ: صفحہ نمبر 21 پر



تصویری جھلکیاں

عرس پاک

سلطان الفقر ششم

حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ



خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس کے عرس پاک پر مرکزی خانقاہ شریف سلسلہ سروری قادری میں آمد کے مناظر







نقیب محمد اسد خان سروری قادری صاحب



حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری تلاوت کلامِ پاک کرتے ہوئے



محمد ساجد سروری قادری اور اُن کے ساتھی حیدر علی سروری قادری اور ڈاکٹر امجد سروری قادری قصیدہ بردہ شریف پڑھتے ہوئے



محمد ساجد سروری قادری سرورِ کائنات کے حضور
نعت شریف کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے



مفتی محمد فاروق ضیاء صاحب
شانِ سلطان الفقر بیان فرماتے ہوئے



محمد اسد خان سروری قادری سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ)
کی کتب مراۃ العارفین اور عارفانہ کلام کی سی ڈیز کا تعارف کرواتے ہوئے



وارث علی سروری قادری سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ)
کے سٹال پر فرائض انجام دیتے ہوئے





سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) کے سٹال کا منظر

خادم سلطان الفقر سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس ''تحریک دعوتِ فقر (پاکستان) کی ''ویب سائٹ'' کا افتتاح اپنے دستِ مبارک سے کرتے ہوئے
اور محمد رومان سروری قادری حاضرینِ محفل کو ''تحریک دعوتِ فقر (پاکستان) کی ''ویب سائٹ'' کے استعمال کے متعلق بتاتے ہوئے











محفل میں شریک شرکاء



خادم سلطان الفقر مدظلہ الاقدس کی
سربراہی میں ختم شریف کا منظر



خادم سلطان الفقر مدظلہ الاقدس
ختم شریف کے بعد دعا کرتے ہوئے



درودوسلام کا منظر



درودوسلام
کے بعد دعا کا منظر



درودوسلام کے بعد دعا کا منظر



حاضرینِ محفل لنگر پاک تناول فرماتے ہوئے